عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد:۳۶ | ۱۹ تا ۲۶ ربیع الاول ۱۴۳۹ھ مطابق ۸ تا ۱۵ دسمبر ۲۰۱۷ء | شمارہ:۴۶

مسیح و مہدی سے متعلق پیشین گوئیاں

مستقبل مسلمانوں کا ہے

قادیانیوں کا بڑھتا ہوا فتنہ

بچوں کی تربیت سے متعلق کچھ رہنما اصول

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.om

جانوروں کے سینگ جڑ سے اکھاڑنا ناجائز ہے

س:...... کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ بعض لوگ جانوروں کے سینگ جڑ سے نکال لیتے ہیں، قیمت میں اضافہ اور خوبصورتی کے لئے، اس عمل کے دوران جانور سے کئی دن تک خون بہتا ہے اور اس کے زخم میں کیڑے پڑ جاتے ہیں اور اس زخم کو آگ سے بھی داغا جاتا ہے اور دوسری دوائیاں بھی استعمال کی جاتی ہیں۔ کیا ان حضرات کا یہ فعل جائز ہے یا نہیں اور اس بغیر سینگ والے جانوروں کی قربانی ہوسکتی ہے یا نہیں، قربانی کے لئے خریدنا کیسا ہے؟ تفصیل سے جواب دیں۔

ج:...... بصورت مسؤلہ مذکورہ طریقہ پر جانوروں کے سینگ جڑ سے اکھاڑنا غیر شرعی طرز عمل اور ناجائز طریقہ ہے۔ کیونکہ اس میں بلا کسی شرعی مجبوری یا ضرورت کے جانوروں کو تکلیف پہنچائی جاتی ہے، جس کی شرعاً اجازت نہیں، نیز اس طرح کے جانوروں کی قربانی کرنا بھی شرعاً درست نہیں۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

”ویجوز بالجماء التی لاقرن لھا، وکذا مکسورۃ القرن کذافی الکافی، وان بلغ الکسر المشاش لایجزیہ والمشاش رؤس العظام مثل الرکبتین والمرفقین کذا فی البدائع .... الخ۔“

(فتاویٰ عالمگیری ص:۲۹۷، ۵/ کتاب الاضحیۃ)

جانور ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لینا ضروری ہے

س:...... محترم مفتی صاحب! السلام علیکم! مجھے مندرجہ ذیل مسائل کا تحریری جواب دیں:

۱:... قربانی کا جانور یا کوئی جانور اگر مسلمان ذبح کرتا ہے تو بوقت ذبح بسم اللہ، اللہ اکبر کہنا چاہئے (بغیر واؤ) یا بسم اللہ واللہ اکبر (واؤ) کے ساتھ کہنا ضروری ہے، چند دن قبل ساتھیوں میں اس پر بحث چل رہی تھی، اس لئے اس مسئلہ کی حقیقت واضح فرمادیں۔

۲:... نیز یہ بتایئے کہ کیا بسم اللہ عربی میں کہنا ضروری ہے، اگر کوئی شخص مجبوری میں عربی کے علاوہ کسی اور زبان میں بسم اللہ کہے یعنی اس کا مفہوم ادا کرے تو کیا جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... جانور ذبح کرتے وقت بسم اللہ، اللہ اکبر (بلا واؤ) یا واللہ اکبر یعنی واؤ کے ساتھ دونوں طرح سے کہنا جائز ہے، درست ہے، اس سے ذبیحہ درست ہوجائے گا۔ فتاویٰ شامی میں ہے:

”والمستحب ان یقول: بسم اللہ اکبر بلا واؤ... والمتداول المنقول عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالواؤ۔“ (الفتاویٰ الشامیہ ص:۳۰۱، ۶/ کتاب الذبائح)

”ایضاً وحسن بسم اللہ اکبر... وکذا عند الحلوانی الا انہ کرھہ مع الواؤ، ولکن والمنقول عن الاثر بالواؤ فلا یکرہ۔“ (مجمع الانہر ص:۱۵۵، ۴/ کتاب الذبائح)

واضح رہے کہ بوقت ذبح اللہ کا نام لینا ضروری ہے خواہ وہ کسی بھی زبان میں ہو۔ عربی زبان میں کہنا ضروری نہیں، لہٰذا اگر کوئی شخص عربی زبان میں بسم اللہ نہیں کہہ سکتا تو وہ کسی بھی زبان میں اللہ کے نام پر ذبح کرسکتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختم نبوۃ

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد،
علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۶ — ۱۹ تا ۲۶ ربیع الاول ۱۴۳۹ھ مطابق ۸ تا ۱۵ دسمبر ۲۰۱۷ء — شمارہ:۴۶

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

الیکشن ایکٹ ۲۰۱۷ء اور ختم نبوت	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
مستقبل مسلمانوں کا ہے	۱۰	مولانا سید محمد واضح رشید حسنی
مسیح ومہدی سے متعلق پیشین گوئیاں	۱۳	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی
مذاہب اور ان کے عبادت خانے	۱۷	مولانا زاہد الراشدی
بچوں کی تربیت کے کچھ راہنما اصول	۱۹	مولانا جعفر مسعود حسنی ندوی
گوادر کا تبلیغی سفر	۲۲	مولانا عبدالعزیز ملازہی
قادیانیوں کا بڑھتا ہوا فتنہ.....	۲۴	غلام نبی مدنی
تحفظ ختم نبوت پروگرامز، لاہور	۲۶	رپورٹ: مولانا عبدالنعیم

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

سحبان الہند حضرت مولانا
احمد سعید دہلویؒ

مساجد، اذان، نماز، نوافل اور رات کا قیام

حدیث قدسی ۱۲: حضرت ابودرداءؓ اور حضرت ابوذرؓ دونوں فرماتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ”اے ابن آدم! تو میرے لئے دن کے ابتدائی حصے میں چار رکعتیں پڑھ لیا کر، میں دن کے آخری حصے تک تیرے لئے کفایت کروں گا۔“ (ترمذی، ابوداؤد)

ان رکعتوں سے مراد اشراق یا چاشت کی نماز ہے، مطلب یہ ہے کہ جو شخص یہ چار رکعتیں پڑھ لیا کرے گا، اللہ تعالیٰ شام تک اس کی ضرورت اور حاجت پوری کرنے کا ذمہ دار ہوگا۔ حضرت عقبہ بن عامر الجہنیؓ اور ابو ہرۃ الطائفی سے بھی اسی قسم کی روایت امام احمد بن حنبلؒ اور ابویعلی نے نقل کی ہے۔

حدیث قدسی ۱۳: حضرت علی کرم اللہ وجہہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”جو شخص فرائض کو پوری احتیاط کے ساتھ ادا کرتا ہے وہ مجھ کو جس قدر محبوب ہے اس قدر دوسرا شخص محبوب نہیں ہے۔“ (ابن عساکر)

حدیث قدسی ۱۴: حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ”مسجدیں زمین پر میرے مکان ہیں اور جوان میں عبادت کرنے والے ہیں وہی ان کے آباد اور ان کی تعمیر کرنے والے ہیں۔“ (ابونعیم)

حدیث قدسی ۱۵: حضرت انسؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ”تین چیزیں ہیں جس شخص نے ان تینوں چیزوں کی پابندی اور حفاظت کی وہ میرا پکا دوست ہے اور جس نے ان تینوں چیزوں کو ضائع کردیا ہو، میرا حقیقی دشمن ہے وہ تینوں چیزیں یہ ہیں: نماز، روزہ، غسل جنابت۔ (ابن النجار)

حدیث قدسی ۱۶: حضرت ابوامامہؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ”بندہ ہمیشہ نوافل پڑھتا رہتا ہے اور نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ میں اس کی سماعت اور بصارت ہوجاتا ہوں، جن سے وہ سنتا اور دیکھتا ہے، اس کی زبان اور دل ہوجاتا ہوں، جن سے وہ بولتا اور سمجھتا ہے جب بندہ مجھ سے دعا کرتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں اور جب مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو میں اس کو کچھ دے دیتا ہوں اور بندہ جو عبادت بھی میرے لئے کرتا ہے، اس میں سب سے زیادہ جو عبادت مجھ کو پسند ہے وہ خیر خواہی اور نصیحت کرنا ہے۔“ (طبرانی فی الکبیر) یعنی میری مخلوق کی بھلائی کرے میری مخلوق کو نصیحت کرے اور یہ سب میری غرض سے ہو ایک روایت میں بھلائی کے ساتھ ہر مسلمان کا لفظ بھی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنا بہترین عبادت ہے۔

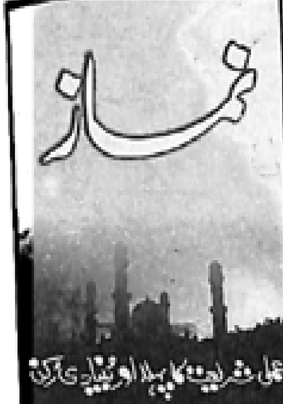

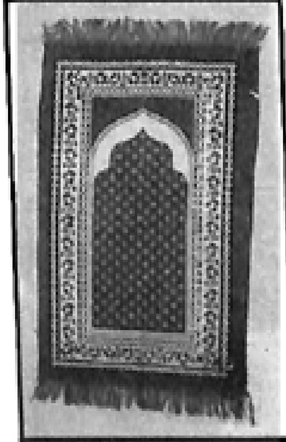

حضرت مولانا
مفتی محمد نعیم دامت برکاتہم

نماز جمعہ

س:...... جمعہ کی نماز کے صحیح ہونے کے لئے شریعت نے کیا کیا مخصوص شرطیں بتلائی ہیں؟

ج:...... احناف نے جمعہ کی نماز کے صحیح ہونے کے لئے پانچ شرطیں بتلائی ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

۱:... شہر یا شہر کے قائم مقام بڑا گاؤں یا قصبہ ہونا۔ احناف کے نزدیک چھوٹے گاؤں میں جمعہ درست نہیں، اس گاؤں کے لوگوں کو جمعہ کے دن بھی ظہر کے وقت ظہر کی نماز ہی پڑھنی چاہئے (واضح رہے کہ بعض احادیث جمعہ کے حوالے سے پڑھے یا نہ پڑھے جانے کے واقعات، صحابہ کرامؓ اور سلف صالحین کے عمل سے ثابت کرتے ہوئے احناف کا مسلک یہ ہے کہ چھوٹے گاؤں کے لوگوں پر جمعہ کی نماز فرض ہی نہیں ہے، انہیں جمعہ کے دن بھی ظہر کے وقت نماز ظہر ہی ادا کرنی چاہئے، جمعہ صرف قرآن وحدیث سے شہر کے لوگوں پر ہی فرض کیا گیا ہے، قرآن پاک کی آیت سے بھی خرید وفروخت چھوڑنے کے حکم سے بھی یہی بات ثابت کی جاتی ہے اور شہر کہتے ہی اسے ہیں، جس میں شہریوں کی سہولیات کے تمام اسباب پائے جاتے ہوں، جن میں بازار بھی داخل ہیں۔ عموماً چھوٹے گاؤں میں بازاروں کی سہولت نہیں ہوا کرتی تھی۔ آج بھی اگر چھوٹا گاؤں بڑے قصبے کی صورت اختیار کرلے کہ اس گاؤں کی آبادی بھی بکثرت ہو، جس کی تعداد مفتیان وقت چار ہزار بتلاتے ہیں اور وہاں بازار ہسپتال، کھیل کے میدان غرضیکہ انسانی زندگی کی تمام سہولیات میسر ہوں تو آج کا یہ چھوٹا گاؤں بھی بڑے قصبے یا شہر میں تبدیل ہوجائے گا اور وہاں نماز جمعہ، جمعہ کے دن فرض ہوگی۔)

۲:... ظہر کی نماز پڑھنے کا وقت ہونا۔

۳:... جمعہ کی نماز سے پہلے خطبہ پڑھنا۔ ۴:... جمعہ کی نماز باجماعت پڑھنا۔ ۵:... جمعہ کی نماز میں شریک ہونے کی عام اجازت ہونا (جمعہ کی نماز کھلم کھلا علی الاعلان پڑھنا) واضح رہے کہ مفتیان کرام کھلی اجازت کے بغیر کسی خاص مقام پر چھپ کر نماز جمعہ پڑھنا صحیح نہیں کہتے۔ نیز جس شہر میں مختلف مقامات پر جمعہ کی نماز ہوتی ہو اس شہر کے مضافاتی علاقوں میں جمعہ کی نماز درست ہے نیز اس شہر کی جیل میں جمعہ کی نماز پڑھنا جائز، اگرچہ غیر متعلقہ آدمی کو وہاں جاکر نماز پڑھنے کی اجازت نہ ہو۔

اداریہ

محمد اعجاز مصطفی

الیکشن ایکٹ ۲۰۱۷ء اور ختم نبوت

اسلام آباد ہائی کورٹ کا جرأت مندانہ فیصلہ!

الحمد للّٰہ وسلامٌ علی عبادہٖ الذین اصطفیٰ

۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو طویل جدوجہد، بڑے صبر آزما مراحل اور بے شمار قربانیوں کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب ختم نبوت پر حملہ آور قادیانیوں اور لاہوریوں کو پاکستان کی پارلیمنٹ میں آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا فیصلہ ہوا، لیکن حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ان باغی گروہوں نے کبھی بھی اپنے آپ کو غیر مسلم اقلیت تسلیم نہیں کیا، بلکہ بیرونِ ملک ہر فورم پر آئینِ پاکستان، علماء اور پاکستانی قوم کو بدنام کرنے اور برا بھلا کہنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو یہ پاکستان کے آئین کے باغی اور منکر ہیں اور بین الاقوامی قانون کے مطابق کسی ملک کے دستور اور آئین کے باغیوں کے لئے اس ملک میں کوئی حقوق نہیں ہوسکتے۔ لیکن پاکستان ہی بے چارہ ایک ایسا لاوارث ملک ہے کہ جس میں اس کے آئین کے باغیوں کو نہ صرف کلیدی عہدوں سے نوازا جاتا ہے، بلکہ ان کی آشیرباد اور خوشنودی حاصل کرنے اور ان کو نوازنے کے لئے حکومتِ وقت اپنے آئین اور قانون کے حلیہ کو بگاڑنے کے لئے ہمہ وقت مستعد اور تیار رہتی ہے۔ اس لئے کبھی پنجاب کا وزیر قانون نعوذ باللہ! اُنہیں مسلمان باور کرانے کی کوشش کرتا ہے، تو کبھی وفاقی وزیرِ قانون اُنہیں ریلیف اور رعایت دینے کے لئے مذموم اور گھناؤنی کوششیں کرتا ہے۔

کیا وجہ ہے کہ جب ایک ملک نظریۂ اسلام کی بنیاد پر بنا اور ہر رکن اسمبلی اپنے کاغذاتِ نامزدگی میں یہ حلفیہ اقرار کرتا ہے کہ میں بانیٔ پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح کے کئے ہوئے اس اعلان کا وفادار رہوں گا کہ پاکستان معاشرتی انصاف کے اسلامی اصولوں پر مبنی ایک جمہوری مملکت ہوگی، میں صدقِ دل سے پاکستان کا حامی اور وفادار رہوں گا اور پاکستان کی خودمختاری اور سالمیت کا تحفظ اور دفاع کروں گا اور یہ کہ میں اسلامی نظریہ کو برقرار رکھنے میں کوشاں رہوں گا جو قیامِ پاکستان کی بنیاد ہے۔ اس کے باوجود وہ رکنِ اسمبلی اور وزیر بنتے ہی اس حلف کے ایک ایک جملہ اور ہر ہر حرف کی نہ صرف یہ کہ مخالفت کرتا ہے، بلکہ وہ اس کو اپنا حق سمجھتا ہے، کیا کہا جائے کہ ایسا شخص بانیٔ پاکستان کے اعلان کی پاسداری کررہا ہے یا پاکستان کی سالمیت اور تحفظ کی بنیادیں کھوکھلی کررہا ہے۔ یہی تو وجہ ہے کہ الیکشن ایکٹ ۲۰۱۷ء کا مسودہ قانون ساز اداروں میں بعد میں پیش کیا جاتا ہے اور اپنے آقاؤں کے پاس منظوری کے لئے اُسے پہلے بھیجا جاتا ہے۔

کسی بھی باشعور اور سلیم الفطرت انسان سے پوچھا جائے کہ یہ عمل پاکستان اور بانیٔ پاکستان سے وفاداری کا ثبوت ہے یا بے وفائی کا؟ اور جو گروہ دستوری اور آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا ہو، اسے مسلمان کہنا یا آئین کے باغیوں کو خوش کرنے کے لئے اُنہیں مراعات دینا اسلامی نظریہ کو دفن کرنے اور آئین ودستور سے غداری نہیں تو اور کیا ہے؟! کیا یہ وزراء اس بات کے مستحق نہیں کہ اُنہیں وزارت سے برطرف کرکے آئین وقانون سے بغاوت اور غداری کے جرم میں ان پر مقدمہ چلایا جائے؟۔

عدالت نے نواز شریف کو نااہل قرار دیا تو عدالت کے مدمقابل اس کو اہلیت دلانے کے لئے حکومت نے ایسی پھرتی دکھائی کہ ہفتہ کے اندر اندر اس کے لئے قانون پاس کرالیا کہ عدالت سے نااہل قرار پانے والا شخص پارٹی سربراہ بن سکتا ہے، لیکن تقریباً دو مہینوں سے پوری قوم سراپا احتجاج ہے کہ عقیدۂ ختم نبوت کے متعلق الیکشن ایکٹ ۲۰۱۷ء میں جو سقم جان بوجھ کر چھوڑا گیا ہے، اسے جلدی ٹھیک کیا جائے، اس کی شنوائی ہی نہیں، کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جان بوجھ کر پوری پارلیمنٹ اور پاکستانی قوم کو گمراہ کیا گیا ہے؟ یہ بات ریکارڈ پر ہے کہ وفاقی وزیرِ قانون نے جس این۔جی۔اوز کے کہنے پر بیرونی آقاؤں کی آشیرباد سے یہ کھیل

کھیلا وہ بلاوجہ نہیں، اس کے پس منظر میں کئی خوفناک ارادے اور سازشیں کارفرما ہیں۔

اداریہ یہاں تک لکھا ہی تھا کہ میڈیا کے ذریعے یہ خبر آ گئی کہ اسلام آباد ہائی کورٹ نے حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کی مدعیت میں کیس سنتے ہوئے الیکشن ایکٹ ۲۰۱۷ء کی دفعہ ۲۴۱ سے منسوخ شدہ تمام قوانین بحال کر دیئے ہیں اور وفاقی حکومت کو ۲۹ر نومبر تک جواب داخل کرنے کا حکم دے دیا ہے، یہ خبر آپ بھی ملاحظہ فرمائیں:

"اسلام آباد ہائی کورٹ نے الیکشن ایکٹ ۲۰۱۷ء میں ختم نبوت سے متعلق ختم کیے گئے ۸ر قوانین بحال کر دیئے، نئے ایکٹ کی شق ۲۴۱ کو معطل کر کے وفاق کو نوٹس جاری کر دیا، جبکہ راجا ظفر الحق تحقیقاتی کمیٹی کی سربمہر رپورٹ بھی طلب کر لی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی سمیت تمام دینی جماعتوں نے عدالتِ عالیہ اسلام آباد کے اس فیصلے کا خیر مقدم کرتے ہوئے جسٹس شوکت عزیز صدیقی کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔ اسلام آباد ہائی کورٹ کے جج جسٹس شوکت عزیز صدیقی نے الیکشن ایکٹ میں ترمیم کے خلاف مولانا اللہ وسایا کی درخواست پر سماعت کی۔ حافظ عرفات ایڈووکیٹ اور طارق اسد ایڈووکیٹ درخواست گزار کی طرف سے پیش ہوئے، جنہوں نے دلائل دیتے ہوئے بتایا کہ الیکشن ایکٹ ۲۰۱۷ء کی شق ۲۴۱ کے تحت ملک میں رائج ۸ر انتخابی قوانین منسوخ کیے گئے ہیں۔ اس طرح سابقہ قوانین میں سے ختم نبوت سے متعلق شقیں بھی منسوخ ہو گئی ہیں۔ یہ اقدام آئین پاکستان سے متصادم ہے، کیونکہ آئینِ پاکستان بنیادی انسانی حقوق اور اسلامی تعلیمات کے خلاف کسی کو بھی قانون سازی کی اجازت نہیں دیتا، لہٰذا الیکشن ایکٹ ۲۰۱۷ء کو کالعدم قرار دیا جائے۔ وفاق کی جانب سے ڈپٹی اٹارنی جنرل عدالت میں پیش ہوئے اور انہوں نے موقف اختیار کیا کہ حکومت انتخابی اصلاحات بل کے ذریعے الیکشن کی طرف جا رہی ہے، اس لئے عدالت وفاقی حکومت کو نئے انتخابی اصلاحات بل کو معطل نہ کرے، کیونکہ اگر الیکشن ایکٹ کو معطل کیا گیا تو اس سے ملک میں افراتفری مچ جائے گی۔ جسٹس شوکت عزیز صدیقی نے ریمارکس دیئے کہ چاہے آسمان بھی گر جائے کوئی پروا نہیں۔ فاضل عدالت نے الیکشن ایکٹ ۲۰۱۷ء کے سیکشن ۲۴۱ کے تحت ختم کیے گئے ۸ر سابقہ انتخابی قوانین کو بحال کر دیا۔ عدالت نے اپنے تحریری فیصلے میں واضح کیا کہ نئے ایکٹ کے سیکشن ۲۴۱ کے تحت پورے کے پورے قوانین ختم کرنا آئین سے متصادم ہوگا، اس لئے الیکشن ایکٹ ۲۰۱۷ء میں ختمِ نبوت سے متعلق پرانی شقیں بحال کی جا رہی ہیں۔ الیکشن ایکٹ کی باقی شقوں پر اس حکم نامے کا اطلاق نہیں ہوگا۔ واضح رہے کہ اسلام آباد ہائی کورٹ نے ختمِ نبوت کے جن ۸ر قوانین کو بحال کیا ہے، ان میں الیکٹورل رولز ایکٹ ۱۹۷۴ء، حلقہ بندی ایکٹ ۱۹۷۴ء، سینیٹ الیکشن ایکٹ ۱۹۷۵ء، عوامی نمائندگی ایکٹ ۱۹۷۶ء، الیکشن کمیشن آرڈر ۲۰۰۲ء، پولیٹیکل پارٹیز آرڈر ۲۰۰۲ء اور انتخابی نشانات الاٹ کرنے کا آرڈر ۲۰۰۲ء شامل ہیں۔ الیکشن ایکٹ ۲۰۱۷ء کی باقی شقوں پر حکم نامے کا اطلاق نہیں ہوگا۔ درخواست گزار نے سرکاری محکموں میں کام کرنے والے قادیانیوں کے اعداد و شمار سے متعلق رپورٹ بھی پیش کرنے کی درخواست کی تھی، جس پر عدالت نے وفاق سے ۱۴ دن میں رپورٹ طلب کر لی۔ دریں اثناء عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، نائب امیر مولانا عزیز احمد، مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی، ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد اور دیگر نے اپنے مشترکہ بیان میں اسلام آباد ہائی کورٹ کے فیصلے کو جرأت مندانہ قرار دیتے ہوئے خیر مقدم کیا اور کہا کہ پورے ملک میں تمام دینی جماعتیں الیکشن ایکٹ کے خلاف صدائے احتجاج بلند کر رہی ہیں، انہوں نے کہا کہ حکومت کو مسئلے کی نزاکت کا ادراک کرنا چاہئے اور اس گھناؤنی سازش کے ذمہ داروں کا تعین کر کے قرار واقعی سزا دینی چاہئے۔ حکومت تاحال ختم نبوت کے مسئلہ سے بے اعتنائی و بے وفائی کی روش اپنائے ہوئے ہے۔ عدالتی فیصلہ آنے کے بعد حکومت راہِ فرار اختیار کرنے کی بجائے مسلمانانِ پاکستان کے جذبات کے احترام میں اس معاملہ کو فوری حل کرے، جبکہ متحدہ تحریکِ ختم نبوت رابطہ کمیٹی نے فیصلے کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا کہ انتخابی حلف نامے سے عقیدۂ ختم نبوت کا حصہ حذف کرنے سے متعلق طویل دورانیے والی جو خطرناک سازش شروع ہوئی تھی، اسلام آباد ہائی کورٹ کے فیصلے سے اس سازش کے توڑ کا آغاز

ہوگیا ہے۔ ختم نبوت رابطہ کمیٹی کے کنوینز اور مجلس احرار اسلام کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے اس عبوری عدالتی کارروائی کو نیک شگون قرار دیتے ہوئے اُسے تحریک ختم نبوت کی کامیابی سے تعبیر کیا ہے اور کہا ہے کہ عقیدۂ ختم نبوت پر وار کرکے قادیانیوں کے لئے چور دروازہ کھولنے والے لیگی حکمران اور اس جرم کے مرتکبین پہلے کی طرح اب بھی ناکام ونامراد ہوں گے۔" (روزنامہ اسلام کراچی، ۱۶؍نومبر ۲۰۱۷ء، مطابق ۲۵؍صفر ۱۴۳۹ھ)

عدالت کے اس تاریخی فیصلے کے بعد قومی اسمبلی نے جمعیت علمائے اسلام کی طرف سے تیار کردہ بل (جس میں ۷-بی اور ۷-سی کو شامل کیا گیا) منظور کرلیا ہے اور سینیٹ سے بھی وہ پاس ہوگیا ہے۔ امید ہے صدر پاکستان بھی جلد اس پر دستخط کرکے اس کو قانون کا حصہ بنادیں گے۔ افادۂ عام کی غرض سے اس بل کا اصل مسودہ اور اس کا اُردو ترجمہ نذر قارئین ہے:

(AS PASSED BY THE NATIONAL ASSEMBLY)

A

BILL

to amend the Elections Act, 2017

WHEREAS *it is expedient to amend the Elections Act, 2017 (XXXIII of 2017) for purposes hereinafter appearing; it is hereby enacted as follows:-*

1. " Short title and commencement.-

(1) This Act may be called the Elections (Amendment) Act, 2017 .

(2) It shall come into force at once.

2. Insertion of section 48A in Act XXXIII of 2017.-

In the Elections act, 2017 (XXXIII of 2017), hereinafter referred to as the 'said Act', after section 48, the following section 48A shall be inserted:

"48A. Status of Ahmadis etc. to remain unchanged.-

(1) Notwithstanding anything contained in this Act or any other law for the time being in force including Rules or forms prescribed thereunder, the status of Quadiani Group or the Lahori Group (who call themselves 'Ahmadis' ,or by any other name) or a person who does not believe in the absolute and unqualified finality of the Prophethood of Muhammad (peace be upon him), the last of the prophets or claimed or claims to be a Prophet, in any sense of the word or of any description whatsoever, after Muhammad (peace be upon him) or recognizes such a claimant as a Prophet or religious reformer shall remain the same as provided in the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan,1973.

(2) If a person has got himself enrolled as voter and objection is filed before the Revising Authority notified under this Act that such a voter is not a muslim, the Revising Authority shall issue a notice to him to appear before it within fifteen days and require him to sign a declaration reproduced

below regarding his belief about the absolute and unqualified finality of the Prophethood of Muhammad (Peace be upon him) In case he refuses to sign the declaration as aforesaid, he shall be deemed to be a Non-Muslim and his name shall be deleted from the joint electoral rolls and added to a supplementary list of voters in the same electoral area as Non- Muslim. In case the voter does not turn up in spite of service of notice, an ex-parte order may be passed against him.

Declaration and oath:

I_______________(name of the voter), do solemnly swear that I believ in the absolute and unqualified finality of the Prophethood of Muhammad (Peace be upon him), the last of the prophets and that I am not the follower of anyone who claims to be a Prophet in any sense of the word or of any description whatsoever after prophet Muhammad (Peace be upon him), and that I do not recognize such a claimant to be prophet or a religious reformer, nor do I belong to the Qadiani group or the Lahori group or call myself an Ahmadi.

(Name and Signature of Voter)

میں..................................(ووٹر کا نام) حلفیہ اقرار کرتا/کرتی ہوں کہ میں خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر مکمل اور غیر مشروط طور پر ایمان رکھتا/رکھتی ہوں اور یہ کہ میں کسی ایسے شخص کا/کی پیروکار نہیں ہوں جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس لفظ کے کسی بھی مفہوم یا کسی بھی تشریح کے لحاظ سے پیغمبر ہونے کا دعوے دار ہو اور نہ ہی میں ایسے دعوے دار کو پیغمبر یا مذہبی مصلح مانتا/مانتی ہوں اور نہ ہی میں قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ سے تعلق رکھتا/رکھتی ہوں یا خود کو احمدی کہتا/کہتی ہوں۔

(ووٹر کا نام و دستخط)

3. *Amendment of section 241 in Act XXXIII of 2017.*

In the said Act, in section 241, in clause (f), before the semicolon, the expression "except Articles 1, 7B and 7C" shall be omitted.

STATEMENT OF OBJECTS AND REASONS

The Bill seeks to incorporate and reaffirm the provisions of Articles 7B and 7C of the Conduct of General Elections Order, 2002 (Chief Excutive's Order No.7 of 2002) through addition of a new section 48A in the Elections Act, 2017. This Bill is in accordance with the suggestion earlier made by the Government in this regard. Hence, this Bill.

ZAHID HAMID

MINISTER FOR LAW & JUSTICE

....

الیکشن ایکٹ 2017ء میں ترمیم

یہ کہ درج ذیل مقاصد کے لئے الیکشن ایکٹ 2017ء (XXXIII-2017) ضروری ہے

قانون سازی درج ذیل ہے:

مختصر سرورق اور آغاز

[۱] یہ ایکٹ الیکشن ترمیم 2017ء ہے۔

[۲] اس کا اطلاق فوری ہوگا۔

2. ایکٹ XXX-111-2017 میں سیکشن 48-A کا داخلہ

الیکشن ایکٹ 2017ء (XXX-111-2017) میں 48-A اندراج کیا جائے گا۔

48-A احمدیوں کی حیثیت غیر تبدیل شدہ

1- باوجود یہ کہ وقتی طور پر اس ایکٹ میں یا دیگر قانون نافذ کردہ بشمول اس میں شامل قوانین یا فارمز کے تحت قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ وہ جنہیں احمدیوں یا دیگر نام کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں یا وہ شخص جو کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری رسول ماننے پر ایمان نہ رکھتے ہوں یا اس لفظ کے کسی بھی مفہوم یا کسی بھی تشریح میں اپنے آپ کو رسول ہونے کا دعویٰ کریں، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اپنے آپ کو بطور رسول یا مذہبی مجدد کہلائے، جیسا کہ اسلامی جمہوری پاکستان کے آئین 1973ء میں فراہم کیا گیا ہے۔

2- اگر کوئی شخص اپنے آپ کو بطور ووٹر اندراج کرائے اور اس ایکٹ کے تحت مستند اتھارٹی کو اعتراض اندراج کراتا ہے کہ مذکورہ ووٹر مسلمان نہیں ہے تو متعلقہ اتھارٹی کو نوٹس جاری کرے گا کہ وہ 15 دن کے اندر ان کے سامنے پیش ہو اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری رسول ہونے پر ایمان رکھنے کا درج ذیل اقرار نامہ پر دستخط کرے، اگر وہ اس اقرار نامہ پر دستخط کرنے سے انکار کرے تو وہ غیر مسلم تصور کیا جائے گا تو اس کا نام مشترکہ الیکٹرول رولز میں سے خارج کر دیا جائے گا اور غیر مسلم کی حیثیت سے اس کا نام الیکٹرول ایریا میں ووٹرز کی ضمنی لسٹ میں شامل کیا جائے گا۔ نوٹس کی سروس کے باوجود ووٹر حاضر نہ ہو تو اس کے خلاف یکطرفہ آرڈر پاس کیا جائے گا۔

حلف نامہ/اقرار نامہ

میں ....(ووٹر کا نام) حلفیہ اقرار کرتا/کرتی ہوں کہ میں خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر مکمل اور غیر مشروط طور پر ایمان رکھتا/رکھتی ہوں اور یہ کہ میں کسی ایسے شخص کا/کی پیروکار نہیں ہوں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس لفظ کے کسی بھی مفہوم یا کسی بھی تشریح کے لحاظ سے پیغمبر ہونے کا دعوے دار ہو اور نہ ہی میں ایسے دعوے دار کو پیغمبر یا مذہبی مصلح مانتا/مانتی ہوں اور نہ ہی میں قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ سے تعلق رکھتا/رکھتی ہوں یا خود کو احمدی کہتا/کہتی ہوں۔

(ووٹر کا نام و دستخط)

3. ایکٹ (XXX-111-2017) میں سیکشن 241 میں ترمیم مذکورہ ایکٹ میں سیکشن 241 میں یہی کالم سے پہلے کلاز (F) ماسوائے آرٹیکلز 7-B اور 7-C حذف کیا جائے گا۔

مقاصد اور اسباب کا بیان

بل کے تحت جنرل الیکشن آرڈر 2002ء کے آرٹیکلز 7-B اور 7-C کے قانون کو تحفظ اور دوبارہ توثیق (چیف ایگزیکٹو آرڈر نمبر 7/2002) نئے سیکشن 48-A کا اضافہ الیکشن ایکٹ 2017ء میں درکار ہے۔ یہ بل حکومت کی جانب سے بھی پیش کیا گیا ہے۔"

....

اللہ تبارک و تعالیٰ جمعیت علمائے اسلام اور پارلیمنٹ کے تمام اراکین اسمبلی اور اس بل میں جن جن حضرات نے اجتماعی یا انفرادی طور پر کوششیں جدوجہد اور کاوشیں کی ہیں، اللہ تعالیٰ ان سب کی مساعی جمیلہ کو قبول و منظور فرمائے اور آخرت میں حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائے اور ہمارے ملک پاکستان کی ہر قسم کے فتنوں سے حفاظت فرمائے اور اس کے دشمنوں کو ناکام و نامراد بنائے، آمین بجاہ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم!

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

مستقبل مسلمانوں کا ہے!

مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ جب بھی کوئی قوم روبہ زوال ہوتی ہے، اس کے درخشندہ وتابندہ نقوش مٹنے لگتے ہیں، اس کے افراد میں بے چینی، اضطراب اور شکایتیں عام ہونے لگتی ہیں، قائدین اور حکمرانوں پر سے قوم کا اعتماد اٹھنے لگتا ہے، سیاسی، اقتصادی اور سماجی ڈھانچہ بکھرنے لگتا ہے اور ایسے مسائل پیدا ہونے لگتے ہیں جن کے حل سے قوم عاجز ہوجاتی ہے تو ذہنوں میں اس قوم کی صلاحیت و بقا کے متعلق شکوک وشبہات جنم لینے لگتے ہیں، اس کے درخشاں اور روشن عہد کو لوگ بھلا دیتے ہیں، ہر طرف سے وہ ہدف ملامت بن جاتی ہے اور بوڑھے شخص کی طرح چوطرفہ مصائب کا شکار ہوجاتی ہے، انسان کی طرح قومیں بھی خواہ کتنی ہی ترقی یافتہ اور خوشحال ہوں، غلبہ وقوت اور اقبال وعروج کی اپنی آخری منزل کو پہنچ کر زوال وپستی اور انتشار وتفرق کا شکار ہوجاتی ہیں اور ان کا وجود ختم ہوجاتا ہے اور دوسری قومیں ان کی جگہ لے لیتی ہیں۔ قرآن کریم اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے:

”وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّن قَرْنٍ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُم مِّنْ أَحَدٍ أَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا“ (سورۂ مریم:۹۸)

ترجمہ: ”اور ہم نے ان سے پہلے بہت سے گروہوں کو ہلاک کر دیا ہے، بھلا تم ان میں سے کسی کو دیکھتے ہو یا (کہیں) ان کی بھنک سنتے ہو؟“۔

جس طرح کسی قوم کے ارتقا و اقبال مندی کے کچھ اسباب ہوتے ہیں، اسی طرح اس کے زوال کے بھی کچھ اسباب ہوتے ہیں، ازل سے یہ دستور چلا آرہا ہے کہ اگر کسی قوم کا ستارۂ اقبال طلوع ہوا تو کسی کا غروب، چنانچہ مسلمانوں نے دنیا کے بڑے وسیع رقبہ پر صدیوں حکومت کی، ان میں سے کسی نے نصف صدی تک حکومت کی تو کسی نے ساٹھ سال تک اپنا لوہا منوایا ہے، جیسا کہ ایک فاطمی حکمران نے ساٹھ سال تک حکومت کی۔ اورنگزیب عالمگیرؒ کے زیر نگیں افغانستان سے لے کر آسام تک کا علاقہ تھا، اس طویل مدت میں ان کی حکومت میں کسی طرح کا جھول اور کسی طرح کی کمزوری دکھائی نہیں پڑتی، مسلمانوں نے اپنے عہد اقتدار و غلبہ میں علم وفن کی بے شمار شمعیں روشن کیں اور کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ زندگی کے ہر میدان میں ایسی ایسی نابغۂ روزگار اور عبقری شخصیتوں کو وجود بخشا جنہوں نے اپنے اپنے زمانہ میں ایک نئے دور کا آغاز کیا، اس چمن کا ہر پھول اپنے اندر اپنی ایک انوکھی شان رکھتا ہے، اس میں کوئی حکیم ہے تو کوئی فلسفی، کوئی ریاضیات کا امام ہے تو کوئی فلکیات کا مقتدا، ابن سینا، بیرونی، ابن رشد، رازی، ابن ہیثم، مسکویہ اور ان کے علاوہ سینکڑوں عظیم اسلامی شخصیات گزری ہیں جن کی مثال تاریخ انسانی میں نہیں ملتی، ان کا اپنا ایک امتیاز اور ایک ایجاد ہے، رہتی دنیا تک انسان ان کے ایجاد کردہ علوم وفنون کے مرہون منت رہیں گے، آج کی متمدن دنیا انہی مسلم حکماء وفلاسفہ کے علمی وسائنسی اصول ومبادی اور افکار ونظریات کی روشنی میں ترقی کے منازل طے کررہی ہے۔

تاریخ میں ایسے بھی حکمران خاندان دیکھنے کو ملتے ہیں، جنہوں نے صدیاں درصدیاں حکمرانی کی، کسی نے تین صدی تو کسی نے مکمل پانچ صدیوں تک حکومت میں قبضہ جمائے رکھا، لیکن پھر سنت الٰہی کے مطابق اس حکومت کا بھی تانا بانا بکھر گیا اور دوسرے خاندان اس حکومت پر قابض ہو گئے، حکمراں خاندانوں کے اقبال وادبار کا سلسلہ اسی طرح چلتا رہا اور زمام مملکت جن خاندانوں کے پاس رہی انہوں نے فتوحات کا دائرہ وسیع سے وسیع تر کیا، دشمنوں کو زیر کیا، تہذیب وتمدن، ثقافت اور علم وفن کے ادارے قائم کئے، دوسری حکومتوں کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کیا۔ یورپین حکام اور ترک عثمانی حکمرانوں (سلطان سلیمان اور سلطان سلیم) کے مابین ہونے والی مراسلت پر جن کی نظر ہے وہ عثمانی سلطنت کی وسعت، اس کی شان وشوکت، اس کی عظمت وہیبت اور رعب ودبدبہ کا اندازہ لگا سکتے ہیں، لیکن تاریخ نے کروٹ بدلا اور ترک عثمانیوں کا دور اقتدار ختم ہوگیا، دوسری نئی طاقتیں غالب آ گئیں۔

مسلمانوں نے دنیا کے مختلف براعظموں پر جن میں یورپ اور افریقہ بھی ہیں حکومت کی، دنیا کے تمام خطے جہاں اسلام کے قدم پہنچے وہاں آج بھی اسلام کے اثرات باقی ہیں، خواہ اسلامی حکومت ہو یا غیر مسلموں کا غلبہ ہو، ان سب میں سرفہرست سرزمین اندلس (اسپین) ہے جو غداروں کی غداری اور خائنوں کی خیانت داری کی نذر ہوگئی اور پھر عیسائیوں نے ان کے ساتھ وحشیانہ اور بہیمانہ معاملہ کیا، ان پر ظلم وبربریت کے پہاڑ توڑے اور جبراً انہیں اندلس چھوڑنے پر مجبور کیا، انسانی حقوق کے ساتھ ایسا کھلواڑ

کیا اور ایسی دھجیاں اڑائیں جس کی نظیر تاریخ میں نہیں ملتی حتیٰ کہ یہ تصور کیا جانے لگا کہ اسلام کا خاتمہ ہوگیا ہے، اس کی عمر تمام ہوچکی ہے اور سرزمین اندلس مسلمانوں سے خالی ہوگئی۔

لیکن صلیبی ظلم وقہر کے باوجود اسپین میں موجود اسلامی آثار، پڑوسی عرب ممالک کے کام کرنے والے مسلمان اور بعض اعتدال پسند اسپینی حکمرانوں کی کشادہ قلبی اور رواداری کی وجہ سے ایک بار پھر اسلام کی واپسی کے آثار نظر آنے لگے ہیں، تازہ رپورٹوں کے مطابق اسپین میں اسلام کی ترقی روزافزوں ہے، روز بروز نومسلموں کی تعداد میں اضافہ ہی ہورہا ہے، چند سال پہلے اسپین کی راجدھانی مڈریڈ میں شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز کی سرپرستی میں ''بین مذاہب ڈائلاگ'' کے عنوان کے تحت ایک عالمی کانفرنس منعقد کی گئی اور اس کانفرنس کو کامیاب بنانے میں اسپینی حکام اور مسیحی قائدین نے بھرپور تعاون کیا، اگر مسلمان حکمت ودانائی، موعظت حسنہ اور نبوی طریقہ دعوت سے کام لیتے رہے تو فریقین میں آپسی کدورت کا خاتمہ ہوگا، تعلقات مزید استوار ہوں گے، فاصلے اور دوریاں کم ہوں گی اور نزدیکیاں اور قربتیں بڑھیں گی، تاریخ بھی یہی بتاتی ہے اور عدل وانصاف بھی اس کا متقاضی ہے۔

اسپین کے طرز پر جہاں اسلام تمام تر ریشہ دوانیوں کے باوجود اپنی تمام تر جلوہ آرائیوں کے ساتھ عود کررہا ہے، اس پر آیا ہوا غبار خود بخود چھٹ رہا ہے، لوگ مشرف بہ اسلام ہورہے ہیں، مساجد ومدارس کا قیام عمل میں آرہا ہے، اسلامی نقوش وآثار کو نئی زندگی مل رہی ہے اور عظیم اسلامی ہستیوں کے علوم وفنون اور ان کی علمی تحقیقات کا اعتراف کیا جارہا ہے، ایشیا وسطی اور مشرقی یورپ میں اسلام، دشمنوں کی عداوتوں اور مخالفتوں کے باوجود منصہ شہود پر ایک بار پھر جلوہ گر ہورہا ہے اور اپنی ضیاپاش کرنوں سے دنیا کو منور کررہا ہے۔ مشرقی یورپ میں پابندیوں اور رکاوٹوں کے باوجود اسلام کی مقبولیت بڑھ رہی ہے۔

وہ سپر پاور (سویت یونین) جس نے پورے عالم کو اپنے سامنے پیشانی خم کرنے پر مجبور کردیا، پوری دنیا سے چین وسکون کا جنازہ نکال کر بدامنی، بے چینی کی فضا قائم کردی اور عالم اسلام کے مختلف خطوں کے مسلم باسیوں سے آزادی چھین لی اور ان کی گردنوں میں غلامی کا طوق ڈال دیا، انسانی حقوق کی ایسی پامالی کی گئی جس کی نظیر تاریخ میں نہیں مل سکتی، مشرق میں مصر، عراق، شام اور افریقا میں الجزائر، لیبیا، سوڈان اور صومالیہ میں قیامت صغریٰ برپا کردی گئی، ظلم واستبداد کے ایسے دلدوز مناظر سامنے آتے ہیں جس سے روح کانپ جائے، انسانی دماغ چل جائے، لیکن یہ طاقت بھی ٹوٹ کر بکھر گئی، ان وحشیانہ جرائم کے مرتکبین یورپی نصرانی تھے جن کی اسلام دشمنی محض قومی، دینی اور نسلی بنیادوں پر تھی، انہوں نے انسانی حقوق کی ساری حدوں کو پار کردیا، خدا کے فضل سے مسلمان اس خطرناک آزمائش سے نکل آئے اور ازسرنو کوششیں شروع کردی ہیں۔ اخباری رپورٹوں سے دنیا کے مختلف حصوں میں اسلام کی مقبولیت کا پتہ چل رہا ہے اگر ایک طرف مدارس کھولے جارہے ہیں تو دوسری طرف اسلامی مراکز اور عبادت خانے تعمیر کئے جارہے ہیں، مسیحی مبلغین اور اہل کلیسا کا کہنا کہ کلیسا کے مقابلہ میں لوگوں کے دلوں میں مساجد کی وقعت واہمیت زیادہ موجود ہے، یہی وجہ ہے کہ ایسی تدابیر اختیار کی جارہی ہیں، جس سے دین اسلام کی تبلیغ واشاعت رک سکے، اسی مقصد سے بہت سی دشمن تحریکیں وتنظیمیں شب وروز اسلام کی شبیہ بگاڑنے کے لئے کوشاں ہیں۔

سویت یونین سے پہلے دنیا کا سپر پاور برطانیہ تھا جس کے زوال کے بارے میں تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا اور یہ مشہور تھا کہ مملکت برطانیہ میں سورج غروب نہیں ہوتا، آج بھی وہ یہ دعویٰ کررہا کہ وہی مملکت عظمیٰ ہے، لیکن حقیقت میں آج وہ زندگی اور موت کی کشمکش میں موجود ہے اور موجودہ عالمی طاقتیں بھی روبہ زوال ہیں جو اپنی مادی اور جنگی طاقت اور ابلیسی نظام کی بنا پر اقوام عالم پر حکمرانی کررہی ہیں اور دوسری قومیں اپنی گردنوں سے غلامی کا طوق اتاررہی ہیں۔

تنگ نظری اور عقلی وفکری انحراف کی وجہ سے نسلوں کا عقیدہ بگڑ گیا ہے، جب دیکھتے ستارے ان کو نظر آتے ہیں تو وہ ان کو معبود سمجھ بیٹھتے ہیں اور بھول جاتی ہیں کہ ظلم کو دوام نہیں ہے، ان کو حق نظر نہیں آتا، جس وقت یہ طاغوتی طاقت ختم ہوجائے گی تو ان پر حقیقت منکشف ہوجائے گی، مکروفریب، کذب وافترا چند ایام کے مہمان ہوتے ہیں، زمانہ دراز ہوتے ہی حقیقت آشکارا ہوجاتی ہے:

''وَقَدْ مَکَرُوْا مَکْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَکْرُهُمْ وَاِنْ کَانَ مَکْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ۔'' (سورۃ ابراہیم:۴۶)

ترجمہ: ''اور انہوں نے (بڑی بڑی) تدبیریں کیں اور ان کی سب تدبیریں خدا کے ہاں لکھی ہوئی ہیں، گو وہ تدبیریں ایسی غضب کی تھیں کہ ان سے پہاڑ بھی ٹل جائیں۔''

موجودہ تہذیب کی نمایاں خصوصیات مکاری، عیاری، جعل سازی، دھوکا بازی اور بے وفائی ہے، زندگی کے ہر میدان میں (سیاست ہو یا تعلیم، معاشیات ہو یا ذرائع ابلاغ) تہذیب جدید کی انہی خصوصیات کا دوردورہ ہے، لیکن مکاری پھر مکاری ہے اس کا زوال یقینی ہے۔

کہا جاتا ہے اور سچ بھی یہی ہے کہ مستقبل

اسلام کا ہے، اس لئے کہ اسلام دین حق ہے اور حق کبھی مغلوب نہیں ہوتا بلکہ اس کو اتنی بلندی نصیب ہوتی ہے کہ وہ ہمدوش ثریا ہوجاتا ہے، لیکن یہاں ایک دوسری حقیقت ہے جو انسانی تاریخ سے ماخوذ ہے وہ حقیقت یہ ہے کہ مستقبل ہمیشہ مظلومین کا ہوتا ہے، اور ظالم کا زمانہ بہت تھوڑا ہوتا ہے، صدیوں سے بے چارہ مسلمان مظلوم ہے اور مظلوم کا حق یہ ہے کہ اس کو غلبہ نصیب ہو، اس کے سارے حقوق واپس کئے جائیں، عدل وانصاف تو اسی کا تقاضا کرتا ہے کہ مسلمانوں کی عظمت رفتہ بحال ہو، اس کی شرافت وعظمت اور بلندی ایک بار پھر واپس ہو، اس کے وہ حقدار بھی ہیں اور اہل بھی۔ لیکن مظلوم کے چھینے ہوئے حقوق کی بحالی کی شرط یہ ہے کہ اس کے اندر خودی اور خود اعتمادی کا احساس جاگزیں ہو، اپنی مظلومیت کا احساس ہو، ظالم کو پہچاننے اور عظمت رفتہ کی واپسی کا عزم مصمم پیدا ہو تب کہیں جاکر وہ اپنے چھینے ہوئے حقوق حاصل کرسکتا ہے، حالات اور قرائن سے پتہ چلتا ہے کہ یہ شعور و احساس لوگوں میں پروان چڑھ رہا ہے۔

موجودہ دور میں مسلمان جن حالات کا شکار ہیں، حقیقت یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کو مقصد اصلی سے قریب کررہے ہیں اور وہ حالات ظالموں کی شناخت کروا رہے ہیں اور ان ظالموں کی بدبختی کا سبب بن رہے ہیں، اگر حقیقت میں مسلمانوں میں یہ شعور بیدار اور پختہ ہوجائے تو یقیناً ان کے ساتھ خدا کی مدد ہوگی اور رحمت خداوندی کے جلو میں وہ زندگی گزاریں گے۔

اگر مسلمانوں کو ان کی حقیقی قوت اور حقیقی سیادت نصیب ہوجائے تو دنیا میں ایک بار پھر مسلمانوں کا پرچم لہرا سکتا ہے، ان کی عظمت رفتہ بحال ہوسکتی ہے، ان پر چھائی ہوئیں ادبار کی گھٹائیں چھٹ سکتی ہیں اور ان پر لگائے گئے بے بنیاد الزامات کافور ہوسکتے ہیں۔ اللہ کی طرف سے مدد کا وعدہ ہے اور یہ مدد آ کر ہی رہے گی، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۝ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّا اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهُ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ." (سورۃ حج: ۳۹،۴۱)

ترجمہ: "جن مسلمانوں سے (خواہ مخواہ) لڑائی کی جاتی ہے ان کو اجازت ہے (کہ وہ بھی لڑیں) کیونکہ ان پر ظلم ہو رہا ہے اور خدا (ان کی مدد کرے گا وہ) یقیناً ان کی مدد پر قادر ہے، یہ وہ لوگ ہیں کہ اپنے گھروں سے ناحق نکال دیئے گئے (انہوں نے کچھ قصور نہیں کیا) ہاں یہ کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار خدا ہے اور اگر خدا لوگوں کو ایک دوسرے سے نہ ہٹاتا رہتا تو (راہبوں کے) صومعے اور (عیسائیوں کے) عبادت خانے اور مسلمانوں کی مسجدیں جن میں خدا کا بہت ساذکر کیا جاتا ہے ویران ہو چکی ہوتیں اور جو شخص خدا کی مدد کرتا ہے، خدا اس کی ضرور مدد کرتا ہے، بے شک خدا توانا اور غالب ہے، یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو ملک میں دسترس دیں تو نماز پڑھیں اور زکوۃ ادا کریں اور نیک کام کرنے کا حکم دیں اور برے کاموں سے منع کریں اور سب کاموں کا انجام خدا ہی کے اختیار میں ہے۔"

"وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ۝ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ." (سورۃ قصص: ۵،۶)

ترجمہ: "اور ہم چاہتے تھے کہ جو لوگ کمزور کردیئے گئے ہیں ان پر احسان کریں اور ان کو پیشوا بنائیں اور انہیں (ملک کا) وارث کریں اور ملک میں ان کو قدرت دیں اور فرعون اور ہامان اور ان کے لشکر کو وہ چیز دکھادیں جس سے وہ ڈرتے تھے۔" ☆☆☆

بھٹو صاحب مرحوم انتہائی ذہین اور معاملہ فہم سیاسی راہنما تھے اور میرا ذاتی تاثر یہ ہے کہ اگر بعض ذاتی قسم کی کمزوریاں ان پر غالب نہ آجاتیں تو قائداعظم کے بعد ان سے زیادہ باشعور، حوصلہ مند، قومی نیت سے بہرہ ور لیڈر قوم کو میسر نہیں آیا۔ انہوں نے قادیانیوں کی نفسیات کا بالکل صحیح اندازہ کرلیا تھا کہ یہ مختصر سا مذہبی گروہ پاکستان میں وہی حیثیت حاصل کرنے کی کوشش کررہا ہے جو امریکا میں یہودیوں نے حاصل کررکھی ہے کہ تمام فیصلہ ساز اداروں میں یہودی کلیدی مقام پر فائز ہیں اور امریکا کی تمام پالیسیوں کا کنٹرول ان کے ہاتھ میں ہے۔ قادیانیوں نے پاکستان بننے کے بعد مسلسل اس بات کی کوشش کی ہے کہ قومی اداروں اور پالیسی ساز حلقوں میں وہ کلیدی پوزیشن حاصل کرلیں اور ایک وقت ایسا بھی آیا کہ "کی پوسٹوں" پر ہر طرف قادیانی ہی قادیانی نظر آتے تھے۔ اس کے لئے سابق وزیر خارجہ چودھری ظفر اللہ خان اور یحییٰ خان کے دست راست ایم ایم احمد نے اپنے اپنے دور میں انتہائی متحرک کردار ادا کیا۔ لیکن ملک کے دینی اور سیاسی حلقوں کی بیداری اور بروقت اقدامات کے باعث قادیانیوں کو اس میں کامیابی حاصل نہیں ہوسکی۔

(روزنامہ نوائے وقت کراچی، مئی ۱۹۹۷ء از مولانا زاہد الراشدی)

مسیح و مہدی سے متعلق پیشین گوئیاں

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دین و شریعت کی جو تعلیمات ہم تک پہنچی ہیں، وہ اسلام کا سب سے آخری اور سب سے مکمل ایڈیشن ہے، جس کا آغاز حضرت آدم علیہ السلام سے ہوا اور جس کی انتہاء حضور ختمی مرتبت جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوئی، اسی کو قرآن مجید نے ''اکمال دین'' یعنی دین کو مکمل کرنے اور ''اتمام نعمت'' یعنی نعمت وحی کو پوری کردینے سے تعبیر کیا ہے۔ (المائدۃ:۳) آپ سے پہلے ہر عہد میں نبی آیا کرتے تھے اور وہ اُمت کی نہ صرف دینی رہنمائی کرتے تھے؛ بلکہ بعض اوقات ان کی سیاسی قیادت بھی فرمایا کرتے تھے، جیسے حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ نبوت کا مقام مخلوق میں سب سے اعلیٰ ترین مقام ہے، یہاں تک کہ اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو فرشتوں پر بھی فضیلت حاصل ہے؛ لیکن نبوت کا تعلق کسب و محنت، جدوجہد اور مجاہدات سے نہیں تھا؛ بلکہ یہ اللہ کی طرف سے انتخاب ہوا کرتا تھا، جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اجتباء اور اصطفاء کے لفظ سے تعبیر فرمایا ہے۔ (الانعام:۸۷، آل عمران:۳۳) جس کے معنی چن لینے اور منتخب کرلینے کے ہیں۔

لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اب اُمت کو ہادی و نمونہ اور مصلح کی ضرورت نہیں رہی، یہ ضرورت باقی ہے اور قیامت تک باقی رہے گی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی بھی صراحت فرمادی کہ اس اُمت میں مصلحین کا تسلسل رہے گا: ''لا تزال طائفة من امتي يقاتلون على الحق ظاهرين الى يوم القيامة'' (مسلم، عن جابر بن عبد الله، کتاب الایمان، حدیث نمبر:۲۴۷) لیکن اُمت کے یہ مصلحین مجاہدات کے ذریعہ اپنے فریضے کو انجام دیں گے اور جدوجہد کے ذریعہ اس مقام پر پہنچیں گے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ اُمت کو نفع پہنچائیں، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ایسا منتخب عہدہ نہیں ہوگا کہ جس کا دعویٰ کیا جاسکے، وہ شخص یہ کہہ سکے کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور کیا گیا ہوں اور تم لوگوں کو ہماری اطاعت واتباع کرنی ہے، ان مصلحین میں سب سے اعلیٰ درجہ خلفائے راشدینؓ کا تھا اور خلافت راشدہ کا دور حدیث کی صراحت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تیس سال کا تھا، جو حضرت حسن بن علیؓ کی خلافت سے دستبرداری پر مکمل ہوتا ہے۔ (سنن الترمذی، باب ماجاء في الخلافة، حدیث نمبر:۲۲۲، العرف الشذی:۲/۳۲۰) ان کے بعد امراء و سلاطین آئے، جن میں اچھے بھی تھے اور بُرے بھی، جن میں خادمین دین و شریعت بھی تھے اور بادمین دین و شریعت بھی، عادل بھی تھے اور ظالم بھی؛ چناں چہ خلافت راشدہ کے بعد دینی اور سیاسی اقتدار آہستہ آہستہ تقسیم ہوگیا، بادشاہوں نے حکومت سنبھالی اور اُمت کے مصلحین، علمائے ربانیین اور داعیان دین نے تعلیم وتربیت، تزکیہ واحسان، دعوت وتبلیغ، احکام شریعت کا اجتہاد و استنباط، اسلامی علوم کی نشر واشاعت، اسلام کے خلاف اُٹھنے والے ارتداد و انحراف کے فتنوں کا مقابلہ، یہ سارے اہم فرائض انجام دیئے اور ان ہی کے ذریعہ دین کی امانت ہم تک پہنچی ہے، یہ دراصل وہ کام ہے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجدید دین قرار دیا ہے، یعنی دین کی بنیادوں کو بار بار تازہ کرنا، مخالفانہ تحریکوں سے اس کی حفاظت کرنا اور دین وشریعت کو ہر طرح کی آمیزش اور ملاوٹ سے بچائے رکھنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر صدی میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الملاحم، حدیث نمبر:۱۹۲۴) کیوں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کا سلسلہ ختم ہوگیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا، تو اب اُمت میں ایسے مجددین و مصلحین کا تسلسل ضروری ہے۔

کار تجدید و اصلاح کے لئے مستقبل میں صرف دو ایسی شخصیتوں کی آمد ہونے والی ہے، جن کو خصوصی اہمیت حاصل ہے اور وہ انتہائی نازک حالات میں اسلام کی سربلندی، اعداء اسلام کی سرکوبی اور غیر معمولی حالات میں اُمت کی رہنمائی اور قیادت کے لئے دُنیا میں تشریف لائیں گے، جن کا اصل ہدف یہودیوں اور نصرانیوں کی طرف سے مسلمانوں پر ہونے والی یلغار کا مقابلہ کرنا ہوگا؛

چناں چہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''لن تہلک امۃ انا فی اولہا وعیسیٰ بن مریم فی آخرہا والمھدی فی وسطہا۔'' (کنز العمال، خروج المھدی، حدیث نمبر: ۲۷۶۸۳) وہ اُمت ہلاک نہیں ہوگی، جس کی ابتدا مجھ سے ہوئی ہے، جس کی انتہاء میں حضرت عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے اور درمیان میں امام مہدی آئیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلسلۂ نبوت کے مکمل ہو جانے کا ایک بڑا فائدہ اس اُمت کو جمعیت اور یک سوئی کی شکل میں حاصل ہوا ہے، یعنی اب کسی نبی کا انتظار باقی نہیں رہا، اگر نبوت کا سلسلہ جاری رہتا تو ہمیشہ لوگوں کو اگلے نبی کا انتظار ہوتا، یہ یقیناً انتہائی آزمائش کی بات ہوتی، پھر جب کوئی نیا نبی آتا تو کچھ ایمان لاتے اور کچھ لوگ انکار کرتے، جیسا کہ گذشتہ انبیاء کے ساتھ ہوتا رہا، اس کی وجہ سے ہمیشہ اُمت اختلاف و انتشار، بے اطمینانی اور امتحان و آزمائش سے گزرتی رہتی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلسلۂ نبوت کی تکمیل نے اس راستہ کو ہمیشہ کے لئے بند کر دیا؛ اسی لئے مسلمانوں میں فکر و نظر کے ہزار اختلاف کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی نقطۂ اتفاق بنی رہی، یہ وحدت اُمت کی ایسی اساس ہے جو دوسری قوموں کو حاصل نہیں۔

جن دو غیر معمولی شخصیتوں کی آمد اور ظہور کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا ہے، آپ نے ان کی علامتوں کو بھی بہت زیادہ واضح فرما دیا ہے، کیوں کہ آپ کو اندازہ رہا ہوگا کہ جو بدبخت آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے گا، مسلمان کسی تامل و تردد کے بغیر اس کو رد کر دیں گے؛ لیکن یہ اندیشہ تھا کہ کوئی بہروپیا اپنے آپ کو مسیح یا مہدی قرار دے، اور آپ کی پیشین گوئیوں کو اپنے لئے بہانہ بنائے؛ اس لئے آپ نے ان دونوں شخصیتوں کی اتنی وضاحت کے ساتھ نشان دہی فرمادی، جتنی عام طور پر ایک پیغمبر اپنے بعد آنے والے پیغمبر کی بھی نہیں کیا کرتا تھا؛ قرآن مجید کا خود بیان ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی بشارت دی تھی اور کہا تھا کہ آنے والے نبی کا نام ''احمد'' ہوگا؛ لیکن آپ کے والدین کے کیا نام ہوں گے، آپ کا خاندان کیا ہوگا، آپ کی ولادت کہاں ہوگی، کہاں آپ کی وفات ہوگی، کتنے سال دنیا میں آپ کا قیام رہے گا؟ اس کی صراحت اس پیشین گوئی میں نہیں ہے؛ لیکن مسیح و مہدی کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں ہمیں ان تمام باتوں کی صراحت ملتی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خاندان کے ذکر کی ضرورت تو اس لئے نہیں تھی کہ قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت، آپ کی والدہ حضرت مریم، آپ کے معجزات، آپ کی دعوتی جدوجہد، یہودیوں کے ساتھ آپ کے سلوک اور پھر آپ کے آسمان پر اُٹھائے جانے کا ذکر وضاحت و صراحت کے ساتھ موجود ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں اس کو مزید واضح کرتی ہیں، اب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کا یہ حصہ باقی رہ گیا تھا کہ جب وہ جو قیامت کے قریب آسمان سے اُتریں گے (جس کے قائل مسلمان بھی ہیں اور عیسائی بھی) تو ان کی اُترنے کی کیا کیفیت ہوگی؟ چناں چہ احادیث میں تفصیل موجود ہے کہ آپ کا نزول دمشق میں ہوگا، آپ سفید منارہ پر اُتریں گے، آپ کو ایک بادل نے اُٹھا رکھا ہوگا، آپ کے جسم پر دو چادریں ہوں گی، آپ دجال (جو ایک یہودی فریب کار ہوگا) کو قتل فرمائیں گے، تشریف آوری کے اکیس سال بعد حضرت شعیب علیہ السلام کے قبیلہ میں آپ کا نکاح ہوگا، آپ ہی کے عہد میں یاجوج ماجوج کا اسلامی سلطنت پر حملہ ہوگا، اور وہ پورے مشرق وسطی کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیں گے، اپنی تشریف آوری کے بعد چالیس سال تک دنیا میں قیام فرمائیں گے، آپ کی وفات مدینہ منورہ میں ہوگی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر میں آپ کی تدفین ہوگی، یہ بات بڑی اہم ہے کہ قرآن مجید میں کتنے ہی انبیاء کا ذکر آیا ہے؛ لیکن ان کے نام کے ساتھ ان کی ولدیت کا ذکر نہیں کیا گیا، مثلاً: اسماعیل بن ابراہیم، یعقوب بن اسحٰق یا یوسف بن یعقوب نہیں فرمایا گیا، یہی صورت حال احادیث کی ہے؛ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر قرآن و حدیث میں زیادہ تر عیسیٰ بن مریم کے نام سے ہے، اور یہ ان حدیثوں میں بھی ہے جن میں قیامت کے قریب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کی پیشین گوئی کی گئی ہے، یہ اس بات کی صراحت ہے کہ جو مسیح پہلے دنیا سے اُٹھائے جا چکے ہیں، وہی حضرت مریم کے بیٹے مسیح پھر آسمان سے اُتارے جائیں گے، یہ مراد نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جیسا یا آپ کی صفات کا حامل شخص موجودہ لوگوں میں ظاہر ہوگا، یہ علامتیں اتنی واضح ہیں کہ کوئی حقیقت پسند شخص اس کی جھوٹی تاویل نہیں کر سکتا، اس کی تاویل وہی شخص کر سکتا ہے، جو دن کو رات کہنے سے بھی نہ شرماتا ہو۔

حضرت مسیح علیہ السلام کا دوبارہ آسمان سے نازل ہونا ایک ایسا واقعہ ہے جس پر ڈھیر ساری حدیثیں موجود ہیں اور نقل حدیث کی جو سب سے اعلیٰ صورت ہوتی ہے جس کو ''تواتر'' کہتے ہیں، اس سے اس کا ثبوت ہے، ہندوستان کے ایک بڑے محدث امامُ العصر علامہ سیّد محمد انور شاہ کشمیریؒ نے ''التصریح بما تواتر فی نزول المسیح'' کے نام سے ان ساری روایتوں کو جمع فرمایا ہے،

قرآن و حدیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اُمت محمدیہ کی تائید و تقویت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک خصوصی مقام حاصل ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام من جانب اللہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے، اس بات نے بچپن ہی میں آپ کی دُور دُور تک شہرت پہنچائی، پھر آپ کے ہاتھوں پر ایسے حیرت انگیز معجزے ظاہر ہوئے، جس سے شہر شہر قریہ قریہ آپ کا چرچا ہونے لگا، پھر جب آپ شہرت و تعارف کی بلند چوٹی پر پہنچ گئے تو آپ کی زبان مبارک سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی بشارت سنائی گئی؛ تاکہ یہ پیغام دُور دُور تک پہنچے؛ کیوں کہ جب کسی شخص سے حیرت انگیز باتیں ظاہر ہوتی ہیں تو اس کی ہر بات کان لگا کر سنی جاتی ہے؛ اسی لئے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی بنائے گئے تو نہ صرف یہودیوں کے اور عیسائیوں میں بلکہ عربوں میں بھی یہ چرچا تھا کہ کوئی نبی ظاہر ہونے والا ہے، یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے اوپر اُٹھا لئے گئے، اب پھر جب آپ قیامت کے قریب اُتارے جائیں گے تو اس کا مقصد بھی اُمت محمدیہ کی تقویت اور اسلام کو غلبہ عطا کرنا ہوگا، یہاں تک کہ آپ خود نماز کی امامت کرنے کے بجائے امام مہدی کی اقتداء میں نماز ادا کریں گے اور مسلمانوں کی خواہش کے باوجود امامت کے لئے تیار نہ ہوں گے۔

دوسری شخصیت جن کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش خبری دی ہے، ''امام مہدی'' کی ہے، امام مہدی نہ نبی ہوں گے، نہ ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے احکام کا نزول ہوگا، نہ اللہ کی طرف سے ان سے کہا جائے گا کہ: ''میں نے تم کو مہدی بنایا ہے''، نہ یہ نبی کی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے بخشا ہوا کوئی ایسا عہدہ ہوگا، جس پر ایمان لانے کی دعوت دی جائے، یا ان کی مہدویت کو کلمہ کا جزء بنالیا جائے؛ بلکہ ان کی حیثیت ایک خلیفہ راشد کی ہوگی، ان کا سب سے اہم کارنامہ اللہ کے راستہ میں جہاد اور عدل و انصاف کا قیام ہوگا، وہ اس اُمت کے آخری مجدد اور خلیفہ راشد ہوں گے، نہ وہ مہدویت کا دعویٰ کریں گے اور نہ لوگوں کو اپنے آپ پر ایمان لانے کے لئے کہیں گے؛ بلکہ وہ صلحائے اُمت میں سے ایک عظیم شخصیت ہوں گے، لوگ ان کے ہاتھوں پر اطاعت اور جہاد کی بیعت کریں گے، جیسا کہ خلفائے راشدینؓ کے ہاتھوں پر صحابہؓ نے کی تھی، لوگ انھیں اُن علامتوں سے پہچانیں گے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائی ہیں اور اصرار کرکے ان کے ہاتھوں پر بیعت کریں گے۔

چوں کہ امام مہدی اُمت ہی کے ایک فرد ہوں گے اور عام انسانوں ہی کی طرح ان کی پیدائش ہوگی؛ اس لئے اس بات کا اندیشہ تھا کہ کچھ طالع آزما، جھوٹے، دھوکہ باز اور فریبی قسم کے لوگ اپنے آپ کو امام مہدی قرار دینے لگیں اور اس کو جاہ و مال کی سوداگری کا ذریعہ بنائیں، غالباً اسی مصلحت کی خاطر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ تفصیل سے امام مہدی کے بارے میں بتایا کہ ان کا نام ''محمد'' ہوگا، ان کے والد کا نام عبداللہ ہوگا، وہ حضرت فاطمہؓ کے بڑے صاحب زادے حضرت حسن بن علیؓ کی نسل سے ہوں گے، مدینہ منورہ میں ولادت ہوگی، مکہ مکرمہ میں رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان لوگ آپ کے ہاتھوں پر بیعت کریں گے، آپ کے ظہور سے پہلے دریائے فرات (عراق) میں ایک سونے کا پہاڑ ظاہر ہوگا، جس کے لئے ایک خوں ریز جنگ ہوگی، ان کے خلاف شام کی طرف سے سفیان نام کا ایک ظالم حکمراں مکہ پر حملہ آور ہوگا اور بری طرح شکست کھائے گا، امام مہدی عیسائیوں کو شکست دیں گے، ان کا قیام دمشق کی جامع مسجد میں ہوگا، جب ان کی شناخت ہوجائے گی تو اس کے چھ سال بعد دجال کا خروج ہوگا، آپ کی مدد کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اُتارے جائیں گے اور یہودیوں کو فیصلہ کن شکست دیں گے، امام مہدی اپنے ہاتھوں پر بیعت کے بعد سات سے نو سال تک زندہ رہیں گے۔

یہ تو امام مہدی کے بارے میں وہ باتیں ہیں، جو دو اور دو چار کی طرح واضح ہیں، یہاں تک کہ حدیث میں بعض ایسی شخصیتوں کے نام بھی ظاہر کئے گئے ہیں، جو آپ کی مدد میں پیش پیش ہوں گے، ان کے علاوہ امام مہدی کے اوصاف بھی واضح طور پر احادیث میں ذکر کئے گئے ہیں، ان صراحتوں کا مقصد یہی سمجھ میں آتا ہے کہ کوئی شخص اس اُمت کا استحصال نہ کرسکے اور جھوٹی حیلہ بازیوں کے ذریعہ مہدی ہونے کا دعویٰ کرکے اُمت میں انتشار کا سبب نہ بن سکے، افسوس کہ ایسی وضاحت کے باوجود ان پیشین گوئیوں کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے مختلف گمراہ فکر لوگ مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ کرتے رہے ہیں، اور اُمت کو انحراف و انتشار میں مبتلا کرتے رہے ہیں، انہوں نے احادیث کو ایسا معنی پہنانے کی کوشش کی ہے کہ الفاظ کی ایسی بازی گری کے ذریعہ تو سفید کو سیاہ اور انسان کو گدھا بھی ثابت کیا جاسکتا ہے، اور چوں کہ حدیث میں دو شخصیتوں کا ذکر آیا ہے: حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی، ان دونوں کو جمع کرنا مشکل تھا، یا شاید ان مدعیوں کو خود ایک عہدہ لے کر دوسرے کو کوئی عہدہ دینا گوارہ نہیں تھا؛ اس لئے انہوں نے کہنا شروع کردیا کہ میں ہی مہدی بھی ہوں اور مسیح بھی، اس تحریف اور بے جا تاویل کی سب سے بڑی مثال مرزا غلام احمد قادیانی ہے، جس نے عیسائی قوتوں کے شہ پر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے خلاف علم

بغاوت بلند کیا۔

اسی طرح کی ایک مثال ابھی کچھ عرصہ پہلے شکیل نام کے ایک شخص کی شکل میں ظاہر ہوئی ہے، جس کے والد کا نام حنیف ہے، جو بہار کے شہر دربھنگہ کا رہنے والا ہے، جس نے دہلی سے اپنی انحرافی کوششوں کا آغاز کیا، اپنے مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ کیا، احادیث نبوی کی نہایت نامعقول و بے بنیاد تاویلیں کیں، جو زیادہ تر قادیانی لٹریچر سے ماخوذ ہیں اور اسی طرح کی تاویلات ہیں، جو ایران میں 'باب' اور 'بہاء' کے ماننے والے مرتدین نے کی تھی، اب اس نے مہاراشٹر کے شہر اورنگ آباد کو اپنا مرکز بنایا ہے اور ملک کے مختلف حصوں خاص کر جنوبی ہند کے علاقوں میں لوگوں کی دین سے ناواقفیت کا فائدہ اٹھا کر اس فتنہ کو پھیلانے کی کوشش کر رہا ہے، یہ دعویٰ اس قدر نامعقول، گمراہانہ اور نادرست ہے کہ اہل علم کے لئے اس پر قلم اٹھانے کی بھی ضرورت محسوس نہیں ہوتی؛ لیکن اصل خوف مسلمانوں کی ناواقفیت و جہالت سے ہے اور اس بات سے ہے کہ اسلام دشمن طاقتوں کے غلبہ کی وجہ سے مسلمان اس وقت سخت ناامیدی کی حالت میں ہیں، ان کے حوصلے ٹوٹے ہوئے ہیں، ان کی ہمتیں شکستہ ہیں اور وہ کسی مرد غیب کے انتظار میں ہیں، جو اس بھنور سے اُمت کی کشتی کو نکال لے جائے، اس لئے وہ ایسے جھوٹے دعوے کرنے والوں کے گرد آسانی سے جمع ہو جاتے ہیں اور مصیبت کی اس گھڑی میں سراب کو آب اور پیتل کو سونا سمجھنے لگتے ہیں، اس طرح کے بعض اور واقعات بھی کہیں کہیں پیش آ رہے ہیں اور بعض لوگ مسیح و مہدی کے انتظار میں اس درجہ بے قرار ہیں کہ وہ کسی بھی مصنوعی نجات دہندہ کا دامن تھامنے کے لئے تیار ہیں، مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی ایسے ہی حالات میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا، جب کہ انگریزوں کا غلبہ تھا اور مسلمان سخت مایوسی کی حالت میں تھے۔

اس لئے علماء کو چاہئے کہ اچھی طرح اس مسئلہ کی حقیقت کو سمجھائیں اور مسلمانوں کو بھی چاہئے کہ وہ اس بات کو سمجھ لیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اُتار جانا ایک بنیادی عقیدہ ہے، متواتر حدیثوں سے ثابت ہے اور اس کا انکار آخری درجہ کی گمراہی اور حدیث کا انکار ہے، نیز مہدی کوئی ایسا منصب نہیں جس پر نبی کی طرح ایمان لایا جاتا ہو، جو نبی کی طرح معصوم ہو اور جس پر اللہ کی طرف سے احکام اُتارے جاتے ہوں، ایسا نہ ہو کہ وہ کسی ایسے شخص کی چرب زبانی کا شکار ہو جائیں جو دشمنان اسلام کے آلہ کار ہوں اور جن کو اس اُمت میں انتشار پیدا کرنے کے لئے اُٹھایا گیا ہو۔ وباللہ التوفیق وھو المستعان! ☆☆☆

منکرین ختم نبوت قادیانی، عالمی سطح پر بے بنیاد اور غلط پروپیگنڈے کر رہے ہیں

لاہور (مولانا عبدالنعیم) عقیدہ ختم نبوت، ناموس رسالت اور استحکام پاکستان کے لئے کسی بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ تحفظ ناموس رسالت کا قانون تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی ناموس کا چوکیدار ہے، اس میں کسی قسم کی ترمیم و تنسیخ برداشت نہیں کریں گے منکرین ختم نبوت قادیانی اور ان کے ہمنوا اسلام اور ملک پاکستان کو کمزور کرنے کے لئے عالمی سطح پر بے بنیاد اور غلط پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے امیر شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد حسن نے مجلس تحفظ ختم نبوت کے وفد سے گفتگو کرتے ہوئے کیا۔ وفد میں پیر میاں محمد رضوان نفیس، مولانا عبدالنعیم، مولانا خالد محمود، مولانا عبدالعزیز، مولانا قاسم گجر، مولانا محمد حسین، مولانا عزیز اللہ شامل تھے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں نے مولانا مفتی محمد حسن کو ختم نبوت کانفرنس سمن آباد اور آسٹریلیا مسجد کانفرنس کی دعوت دی۔ اس موقع پر علماء نے کہا کہ اگر توہین رسالت کے قانون کو غیر موثر یا ختم کرنے کی کوشش کی گئی تو پروانہ ختم نبوت اپنی جان کی بازی لگا دیں گے مگر توہین رسالت کے قانون میں ترمیم کی کسی سازش کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ یہ کوئی معمولی مسئلہ نہیں بلکہ یہ مسلمانوں کے ایمان اور نظریہ کا مسئلہ ہے ملک عزیز کا ہر مسلمان ناموس رسالت اور ختم نبوت کے تحفظ کے لئے قربانی دینا جانتا ہے۔ مولانا عبدالنعیم نے کہا کہ دینی جماعتوں کے مطالبات پوری قوم کے مطالبات ہیں حکومت فی الفوران پر عمل درآمد کرے۔ قادیانی آئین پاکستان کی پابندی کرتے ہوئے پاکستان میں رہ سکتے ہیں قادیانیوں کی آئین پاکستان کے خلاف سرگرمیاں برداشت نہیں کی جاسکتیں۔ بیرونی مداخلت ختم کیے بغیر ملک میں امن ممکن نہیں ملک میں امن وامان کے قیام اور دہشت گردی کے خاتمے کے لئے تمام دینی سیاسی جماعتوں کو اپنا اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔ عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے ہمارے اکابرین نے ہمیشہ اتحاد سے کام کیا ہے موجودہ حالات میں اتحاد واتفاق کی اشد ضرورت ہے۔

مذاہب اور ان کے عبادت خانے

شیخ الحدیث مولانا زاہد الراشدی مدظلہ

سینیٹ آف پاکستان کی قائمہ کمیٹی برائے مذہبی امور کے چیئرمین سینیٹر حافظ حمد اللہ نے گزشتہ روز سینیٹر پروفیسر ساجد میر، سینیٹر ایم حمزہ اور دیگر سینیٹرز کے ایک وفد کے ہمراہ ننکانہ صاحب میں سکھوں کے گوردوارے کا دورہ کیا اور سکھ راہنماؤں کے ساتھ باہمی دلچسپی کے مختلف معاملات پر تبادلۂ خیالات کیا۔ سینیٹ کی مذہبی امور کی قائمہ کمیٹی کی تو دستوری ذمہ داری ہے کہ وہ ملک میں رہنے والے تمام غیر مسلموں کے معاملات کی دیکھ بھال کرے، ان سے رابطہ رکھے اور متعلقہ امور میں ان سے مشاورت کا اہتمام کرے، جبکہ اس حوالہ سے میرا یہ ذاتی ذوق ہے کہ دیگر مذاہب کے بارے میں کتابی معلومات کے ساتھ ساتھ مشاہدات اور روابط کو بھی ضروری سمجھتا ہوں تاکہ ان کے حوالہ سے کوئی رائے قائم کرنے میں کوئی جھول نہ رہ جائے۔

اس سلسلہ میں اپنے بعض مشاہدات کا تذکرہ کرنا چاہوں گا لیکن اس سے پہلے یہ ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ بخاری شریف کی روایت میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہودیوں کے ایک ''بیت المدراس'' میں تشریف لے جانے اور ان سے گفتگو کا تذکرہ ملتا ہے، جبکہ تاریخی روایات بتاتی ہیں کہ امیر المومنین حضرت عمر بن الخطابؓ کے دور میں جب بیت المقدس فتح ہوا اور وہ اس کی چابیاں وصول کرنے کے لئے خود وہاں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ یہودیوں کی قدیمی عبادت گاہ کو عیسائیوں نے قبضے کے بعد مسمار کر کے وہاں کوڑے کرکٹ کا ڈھیر لگا رکھا تھا جس کا باعث ان کی یہودیوں سے نفرت تھی۔ حضرت عمرؓ نے خود اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر وہاں سے کوڑا کرکٹ اٹھایا اور اسے عبادت کے لئے صاف کیا۔ مگر جب نماز کا وقت آیا اور ساتھیوں نے حضرت عمرؓ سے وہاں نماز ادا کرنے کے لئے کہا تو انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ اگر میں نے یہاں نماز پڑھ لی تو تم لوگ اس پر قبضہ کر لوگے جبکہ یہ یہودیوں کی عبادت گاہ ہے۔ چنانچہ ایک اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کو حاصل سیاسی اور شہری حقوق میں ان کی عبادت گاہوں کا تحفظ اور احترام بھی شامل ہے جو اسلام کی شاندار تعلیمات اور روایات کا روشن باب ہے۔

میں ایک دفعہ ننکانہ صاحب کسی پروگرام کے لئے گیا تو دوستوں سے خواہش کی کہ یہ گوردوارہ میں دیکھنا چاہتا ہوں، انہوں نے وہاں کے مذہبی راہنما سے رابطہ کیا انہوں نے بخوشی اجازت دی اور ہم چند دوستوں نے وہاں حاضری دے کر مختلف آثار کا مشاہدہ کیا۔ ۱۹۸۰ء کے دوران دارالعلوم دیوبند کے صد سالہ اجلاس کے موقع پر حضرت مولانا مفتی محمودؒ کی قیادت میں علماء کرام کا ایک بڑا قافلہ دیوبند گیا تھا جس میں والد محترم حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ اور عم مکرم حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتیؒ بھی شامل تھے۔ میرا ویزا قافلہ کے ساتھ لگا تھا لیکن قافلہ کے ساتھ سفر کرنے کی بجائے یہ سارا سفر میں نے اکیلے کیا۔ جاتے ہوئے تو ایک عذر کی وجہ سے ایسا ہوا مگر واپسی پر میری افتاد طبع اور ذوق ومزاج نے مجھے تنہا سفر پر آمادہ کیا اور میں دہلی، سہارنپور، لدھیانہ، مظفر نگر اور امرتسر وغیرہ سے گھومتا ہوا وطن واپس آیا۔ جوانی کا زمانہ تھا اس لئے اتنا بڑا رسک لے لیا ورنہ اب سوچتا ہوں تو جھرجھری سی آجاتی ہے کہ یہ سارا سفر میں نے باقاعدہ اجازت نامہ کے بغیر کیسے کر لیا۔ بہرحال امرتسر میں جلیانوالہ باغ، مسجد خیر الدین اور سکھوں کا سب سے بڑا گوردوارہ ''گولڈن ٹیمپل'' دیکھنے کا شوق تھا جو میں نے اکیلے ہی پورا کیا البتہ لدھیانہ میں حضرت مولانا سعید الرحمٰن لدھیانویؒ اور حضرت مولانا محمد احمد لدھیانویؒ کا چند روز مہمان رہا اور انہوں نے مختلف مقامات کی خوب سیر کرائی۔

امرتسر کے گولڈن ٹیمپل کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ مسلمان صوفیاء کرام کے ساتھ اپنی روایتی عقیدت کے باعث سکھ راہنماؤں نے حضرت میاں میرؒ سے اس کا سنگ بنیاد رکھنے کی درخواست کی تھی جو انہوں نے قبول فرمائی اور لاہور سے تشریف لے جا کر اس کا سنگ بنیاد رکھا۔ گولڈن ٹیمپل کی مرکزی عمارت تک جانے کے لئے پانی کے ایک تالاب میں سے گزرنا پڑا جس میں ٹخنوں تک پانی تھا، اس تالاب اور پانی کو سکھوں کے ہاں بہت مقدس سمجھا جاتا ہے۔ میں بھی اس میں سے ننگے پاؤں گزر کر عمارت میں پہنچا اور وہاں سکھوں کو عبادت کرتے دیکھا۔

برطانیہ کے شہر برمنگھم میں سوہو روڈ پر سکھوں کا ایک بڑا گوردوارہ ہے جو چوبیس گھنٹے آباد رہتا ہے اور وہاں لنگر بھی چلتا رہتا ہے۔ ایک دفعہ ورلڈ اسلامک

فورم کے چیئرمین مولانا محمد عیسیٰ منصوری اور لکھنو کے حضرت مولانا سید سلیمان الحسینی کے ساتھ وہاں جانے کا پروگرام بن گیا۔ ہمارے ساتھ چند اور ساتھی بھی تھے، وہاں پہنچے اور استقبالیہ پر اپنا تعارف کرایا تو انہوں نے بہت احترام اور پروٹوکول کا مظاہرہ کیا اور گوردوارے کی شب وروز سرگرمیوں سے آگاہ کرنے کے ساتھ اس کے مختلف حصوں کا دورہ کرایا۔ مگر عبادت گاہ کے مرکزی ہال میں داخل ہونے کے لئے دو شرطیں سامنے آگئیں۔ ایک یہ کہ ننگے پاؤں ہی اندر جا سکتے ہیں جسے ہم نے کوئی حرج نہ سمجھ کر قبول کر لیا مگر دوسری شرط ہمارے لئے قابل قبول نہیں تھی، وہ یہ کہ عبادت گاہ کے وسط میں ان کے کوئی گرو اپنی مذہبی کتاب ''گروگرنتھ'' مسلسل پڑھتے رہتے ہیں اور ہال میں کسی بھی طرف سے داخل ہونے والوں کو اس کتاب کو سجدہ کرنا ہوتا ہے جسے وہ ''ماتھا ٹیکنا'' کہتے ہیں۔ ہم نے انکار کر دیا کہ یہ ہم نہیں کریں گے، انہوں نے کہا کہ اس کے بغیر آپ ہال میں داخل نہیں ہو سکتے۔ دونوں طرف سے اصرار جاری تھا جس پر گوردوارہ کی پانچ رکنی کمیٹی کا جسے وہ ''پنج پیارے'' کہتے ہیں باقاعدہ اجلاس ہوا اور تھوڑی دیر غور وخوض کے بعد انہوں نے یہ کہہ کر اجازت دے دی کہ آپ حضرات معزز مہمان ہیں اس لئے آپ کو خالی واپس بھیجنے کو جی نہیں چاہتا ورنہ ہمارے ہاں اس کے بغیر ہال میں جانے کی اجازت نہیں ہوتی، آپ اگر ماتھا ٹیکنا نہیں چاہتے تو آپ کی مرضی ہے۔ چنانچہ ہم ماتھا ٹیکے بغیر اندر گئے اور کچھ دیر اندر رہ کر وہاں کا ماحول دیکھا۔

امریکہ کے ایک سفر میں حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ کے ساتھ رفاقت تھی اور ہم دونوں شکاگو میں چنیوٹ کے ایک تاجر دوست ریاض وڑائچ صاحب مرحوم کے مہمان تھے۔ شکاگو میں مرزا بہاء اللہ شیرازی کے پیروکار ''بہائیوں'' کا بہت بڑا مرکز ہے جسے دیکھنے اور وہاں کی شب وروز کی سرگرمیاں معلوم کرنے کا مجھے تجسس تھا۔ مولانا چنیوٹیؒ سے ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ چھوڑو وہاں کون ہمیں اندر جانے دے گا (کون وڑن دیسی؟)۔ میں نے اصرار کیا تو آمادہ ہو گئے اور ہم اپنے میزبان ریاض وڑائچ صاحب کے ہمراہ وہاں جا پہنچے۔ منتظمین نے ہمیں پہچان لیا اور بڑے احترام کے ساتھ اپنے مرکز کا وزٹ کرایا۔ بہائیوں کا عقیدہ ہے کہ دنیا میں موجود سب مذاہب برحق ہیں اور وہ سب کے جامع ہیں۔ اس کے اظہار کے لئے انہوں نے شکاگو کے اس مرکز کے مین ہال میں، جو بہت بڑا ہال ہے، ایک چھت کے نیچے چھ مذاہب کی عبادت گاہوں کا الگ الگ ماحول بنا رکھا ہے۔ ایک کونے میں مسجد ہے، دوسرے میں چرچ ہے، تیسرے میں مندر ہے اور چوتھے کونے میں یہودیوں کا سینی گاگ ہے جبکہ ہال کے وسط میں گوردوارہ اور بدھوں کی عبادت گاہ ہے اور ہر عبادت گاہ کو اس کا پورا ماحول فراہم کیا گیا ہے۔ مسجد اس کونے میں ہے جدھر مکہ مکرمہ ہے، اس میں صفیں بچھی ہوئی ہیں، محراب ہے اور اس میں منبر ہے۔ مسجد کے ایک کونے کی الماری میں قرآن کریم کے چند نسخے رکھے ہوئے ہیں۔ مرکز کے منتظمین کا کہنا تھا کہ ہر مذہب والے کو اپنی عبادت گاہ میں آنے اور اپنے طریقے کے مطابق عبادت کرنے کی اجازت ہے اور بہت سے لوگ عبادت کے لئے آتے ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر ان میں سے ایک صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ ایک چھت کے نیچے مسجد، مندر اور چرچ کو دیکھ کر آپ کو کیسا لگا؟ میں نے کہا کہ مسجد اور چرچ تو آپ نے ایک چھت کے نیچے اور ایک چار دیواری کے اندر بنا دیے ہیں لیکن ایک خدا اور تین خداؤں کو کیسے جمع کر لیا ہے؟ مسکرا کر بولے کہ چھوڑیں یہ فلسفہ کی باتیں ہیں۔ میں نے کہا کہ فلسفہ کی نہیں بلکہ یہ عقیدہ اور ایمان کی بات ہے۔

ایک مرتبہ امریکہ کی ریاست الاباما کے شہر برمنگھم میں اپنے گکھڑ کے دوست افتخار رانا کے ہاں ٹھہرا ہوا تھا انہوں نے بتایا کہ اس علاقہ میں اب بھی سیاہ فام عیسائیوں کے چرچ الگ ہیں اور گوروں کے چرچ الگ ہیں اور دونوں ایک دوسرے کے چرچ میں نہیں جا سکتے۔ مجھے یقین نہ آیا اس لئے کہ امریکہ میں گوروں اور کالوں کا یہ فرق صدیوں سے چلا آ رہا تھا اور ہر شعبے میں تھا حتیٰ کہ کالوں کے سکول، ہسپتال اور ریسٹورنٹ تک الگ ہوتے تھے۔ مگر سیاہ فام امریکی راہنما مارٹن لوتھر کنگ کی تحریک کے نتیجے میں صدر جان ایف کینیڈی نے اپنے دور میں قانوناً یہ فرق ختم کر دیا تھا اور کالوں کو برابر کے شہری حقوق دے دیے تھے۔ لیکن جب افتخار رانا نے بتایا کہ عبادت خانوں میں یہ فرق ابھی تک موجود ہے تو میں نے اصرار کیا کہ یہ فرق میں خود دیکھنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ اس کے لئے آپ کو اتوار تک یہاں رکنا پڑے گا اس لئے کہ عیسائی عبادت گاہوں کی سرگرمیاں اتوار کے روز ہی ہوتی ہیں۔ میں رک گیا اور اتوار کو افتخار رانا کے ہمراہ برمنگھم الاباما میں کالوں اور گوروں کے الگ الگ عبادت خانوں کا مشاہدہ کیا، انہیں عبادت کرتے دیکھا اور کالوں کے چرچ کے چیف پادری سے، جن کا نام کیمبل تھا مختلف معاملات پر گفتگو بھی کی۔

حافظ محمد اللہ صاحب کے دورۂ ننکانہ صاحب کی خبر پڑھ کر یہ چند مشاہدات ذہن کی اسکرین پر ابھر آئے جنہیں میں نے قارئین کی خدمت میں پیش کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مختلف مذاہب کے ماحول میں اسلام کی دعوت اور تعلیمات کے ساتھ ساتھ اپنے اسلاف کے رویہ اور طرز عمل کی بھی صحیح نمائندگی کرنے کی توفیق سے نوازیں، آمین یارب العالمین۔

(روزنامہ اسلام کراچی، ۱۸ / نومبر ۲۰۱۷ء)

بچوں کی تربیت کے کچھ رہنما اصول

مولانا جعفر مسعود حسنی ندوی

اکثر والدین کو یہ شکایت رہتی ہے کہ ان کی اولاد ان کا کہنا نہیں مانتی جس کی وجہ سے وہ نفسیاتی الجھن کا شکار اور ذہنی کوفت میں مبتلا رہتے ہیں، حالانکہ اس مسئلہ کا حل اتنا مشکل نہیں جتنا کہ وہ سمجھتے ہیں، درج ذیل مضمون میں کچھ اسی قسم کی مثالیں پیش کی جارہی ہیں جو اولاد کے اندر اطاعت و فرمانبرداری کا جذبہ پیدا کرنے میں مفید ہوسکتی ہیں۔

پہلی مثال:

خلیل دس سال کا ایک لڑکا ہے جو اپنے دوست کے گھر جانے کے لئے اپنی والدہ سے اجازت مانگ رہا ہے، والدہ سے اجازت ملنے کے بعد وہ اپنے دوست سے ملنے کے لئے اس کے گھر روانہ ہوجاتا ہے، لیکن بجائے اس کے وہ پانچ بجے لوٹے جیسا کہ اس نے اپنی والدہ سے وعدہ کیا تھا وہ چھ بجے لوٹتا ہے، اب اس کی والدہ کو اس کے ساتھ کس طرح پیش آنا چاہئے اور اس کی تاخیر پر اس کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہئے؟ اس کے دو طریقے ہیں:

ا:... اس کے آتے ہی اپنی خفگی کا اظہار کرے وعدہ خلافی پر اس کی سرزنش کرے اور یہ کہے کہ وعدہ خلافی تو تمہاری عادت ہے تم نے کبھی وقت کی پابندی نہیں کی، اب تم لیٹ آکر دیکھو۔

۲:... خاموشی اختیار کرے اور اس کو اس بات کا احساس بھی نہ ہونے دے کہ اس نے کوئی غلطی کی ہے، اس کو موقع دے کہ وہ لباس وغیرہ تبدیل کرلے، تھکا ہوا ہو تو ستالے، بھوکا ہو تو کھانا کھالے، کوئی ضرورت ہو تو اس سے بھی فارغ ہوجائے اور سکون و اطمینان کے ساتھ رات گزارے، اگلے دن جب وہ دوبارہ اپنے کسی دوست سے ملنے کے لئے والدہ سے اجازت طلب کرے تو ماں یہ کہتے ہوئے اس کو جانے سے روک دے کہ چونکہ تم وعدہ پورا نہیں کرپاتے ہو لہٰذا آج میں تم کو جانے کی اجازت نہیں دوں گی۔

تربیت کے سلسلہ میں یہ بھی ضروری ہے کہ ماں سختی اور پختگی کے فرق کو سمجھے۔ پختگی یہ ہے کہ ماں جو فیصلہ کرے، اس پر قائم رہے جو معاملہ طے کرے اس کو پورا کرے اور اپنے موقف سے ذرا بھی پیچھے نہ ہٹے

سمجھانے کا یہ سنجیدہ طریقہ پہلے طریقہ سے کہیں بہتر ہے، جس میں چیخ و پکار مچتی ہے نہ ماں کی ذہنی کوفت گھٹنے کے بجائے اور بڑھتی ہے لڑکے کے اندر محاذ آرائی اور ہٹ دھرمی کی کیفیت پیدا ہوتی ہے اور ماں کے اس طرز عمل میں لڑکے کو ایک ماں کا نہیں اجنبی عورت کا عکس نظر آتا ہے، جس کی وجہ سے وہ اپنی ماں سے دور ہوتا چلا جاتا ہے۔

دوسری مثال:

ایک لڑکا ہے، رشید اس کا نام ہے، عمر لگ بھگ دس سال ہے، ایک بلی اسے پسند ہے، جس کو وہ پالنا چاہتا ہے، والدہ کو اس کا بلی پالنا پسند نہیں، لیکن وہ یہ بھی نہیں چاہتی کہ ایک دم سے انکار کرکے بچہ کی خواہش کا گلا گھونٹ دے، چنانچہ سنجیدگی کے ساتھ وہ اس مسئلہ کا حل تلاش کرتی ہے اور اس نتیجہ پر پہنچتی ہے کہ بچہ کی یہ خواہش وقتی ہے جو چند ہی دنوں میں اس کے دل سے نکل جائے گی اور جلد ہی نوبت یہاں تک آجائے گی کہ بچہ بلی کی طرف سے لاپرواہی برتنے لگے اور بالآخر وہ بلی اس کی لاپرواہی کا شکار ہوجائے گی اور اس طرح بلی سے چھٹکارا مل جائے گا، چنانچہ ماں نے بچہ کی بات مان لی، لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس نے ایک شرط یہ بھی لگادی کہ بلی کی دیکھ بھال تنہا تمہارے ذمہ ہوگی اور میرا اس سے کوئی تعلق نہیں ہوگا، اگر تم بلی کی دیکھ بھال میں کوتاہی کروگے تو اس کا نقصان بھی تنہا تم کو اٹھانا ہوگا، رشید والدہ کی یہ شرط تسلیم کرلیتا ہے، شروع میں تو وہ بلی کا بڑا خیال رکھتا ہے اور اس کی دیکھ بھال میں بڑی سرگرمی دکھاتا ہے لیکن آہستہ آہستہ بلی سے اس کا تعلق کم ہونے لگتا ہے اور بعض وقت تو وہ بلی کو کھانا اور پانی تک دینا بھول جاتا ہے، چنانچہ ایک وقت وہ آتا ہے کہ بھوک اور پیاس سے وہ بلی جان دے دیتی ہے، ماں کو جب بلی کی موت کا

علم ہوتا ہے تو فوراً آگ بگولا نہیں ہوتی اور نہ ہی رشید کی لاپرواہی پر اس کو ملامت کرتی ہے اور نہ ہی اس کو ظالم اور قاتل جیسے خطابات سے نوازتی ہے بلکہ نہایت سکون واطمینان کے ساتھ اس سے کہتی ہے کہ میرے اور تمہارے درمیان جو معاہدہ ہوا تھا کہ تم بلی کی دیکھ بھال کرو گے اور اس کو کسی بھی طرح کی تکلیف نہ ہونے دو گے، اس معاہدہ کو پورا کرنے میں تم ناکام رہے جس کی وجہ سے ایک بلی کی جان گئی، لہٰذا اب آئندہ میں تم کو بلی وغیرہ پالنے کی اجازت نہ دوں گی، اس طرح رشید کو اپنی غلطی کا احساس ہوگا اور لاپرواہی پر ندامت و پشیمانی ہوگی اور وہ خود ہی دوبارہ کسی جانور کو پالنے سے توبہ کرلے گا، لیکن اگر رشید کی والدہ شروع میں سخت رویہ اپناتی اور رشید کی خواہش کو شروع ہی میں دبانے کی کوشش کرتی تو ہوسکتا تھا کہ رشید بھڑک جاتا اور بغاوت پر آمادہ ہوجاتا، لڑتا جھگڑتا اور ماں کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے زبردستی اپنی خواہش کو پورا کرنے کی کوشش کرتا اور پھر یہ اس کی عادت بن جاتی اور اپنی ہر خواہش وہ لڑکر یونہی پوری کرتا، دوسری طرف اس کو یہ بھی احساس ہوتا کہ والدہ اس کو چاہتی نہیں ہیں اور اس کے ہر کام میں رکاوٹ بنتی ہیں اور یہ بات اس کے لئے جہاں مہلک ثابت ہوتی وہیں ماں کے لئے تکلیف دہ۔

یہاں پر ایک بات اور سمجھ لینا چاہئے کہ ماں کو اگر اپنے بچہ سے کوئی کام لینا ہے تو اس کو چاہئے کہ اس کام کی پوری وضاحت کرے، مبہم انداز استعمال نہ کرے، کیونکہ ایسی صورت میں بچہ کام کو ٹھیک سے سمجھ نہیں پاتا اور وہ ناقص کام انجام دیتا ہے اور کام کو صحیح طور پر انجام نہ دینے کی وجہ سے اس کو ڈانٹا جاتا ہے اور کم عقلی کا طعنہ دیا جاتا ہے، جس کی وجہ سے اس کے دماغ میں دو باتیں آتی ہیں، ایک تو یہ کہ وہ کم فہم ہے، چنانچہ وہ احساس کمتری کا شکار ہوجاتا ہے، دوسری یہ کہ کام کرنے اور نہ کرنے دونوں میں ڈانٹ کھانا پڑتی ہے لہٰذا وہ کام کے نام ہی سے بھاگنے لگتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر ماں یہ چاہتی ہے کہ یونس کا کمرہ صاف رہے تو اس کو یونس سے یہ نہیں کہنا چاہئے کہ اپنا بے ڈھنگا پن دور کرے اور کمرہ کو صاف ستھرا رکھے بلکہ اس کو چاہئے کہ وہ یونس کے سامنے صفائی ستھرائی کی پوری وضاحت کرے، مثلاً یہ کہے کہ دیکھو اپنے کپڑے الماری میں رکھو، جوتے پلنگ کے نیچے رکھو، کتابیں میز پر رکھو، پلنگ کی چادر میلی ہو تو اس کو تبدیل کردو، میلے کپڑوں کو ادھر ادھر مت ڈالو بلکہ کوٹھری میں رکھ دو، اس طرح یونس کے اندر سلیقہ پیدا ہوگا اور بے ڈھنگے پن کا مفہوم صحیح طور پر سمجھ سکے گا۔

اس سے بہتر ایک طریقہ اور بھی ہے اور یہ وہ طریقہ ہے جو ایسے موقع پر کی جانے والی دسیوں نصیحتوں سے بہتر اور کہیں زیادہ موثر ہے، یہ طریقہ بچے کے دل میں ماں باپ کی محبت بھی پیدا کرتا ہے، ان کی عظمت بھی بڑھاتا ہے، اپنی لاپرواہی پر شرمندگی کے احساسات بھی پیدا کرتا ہے اور اس کے دماغ کو اتنا بیدار کردیتا ہے کہ معمولی سی بے ترتیبی بھی وہ محسوس کرلیتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ اپنی بے خیالی ولاپرواہی کا اضافی بوجھ اپنے ماں باپ پر نہ ڈالے۔

اصلاح کا یہ طریقہ قولی نہیں عملی ہے، یعنی آپ بجائے کہنے اور ٹوکنے کے وہ کام اپنے ہاتھ سے کردیں جو کام خود لڑکے کو کرنا چاہئے تھا، مثلاً جب وہ صبح اٹھتا ہے تو تکیہ بجائے سرہانے کے پائینتانہ پڑا ہوتا ہے، بیڈ شیٹ آدھی بیڈ پر اور آدھی لٹک رہی ہوتی ہے، کمبل بے ترتیب بستر پر پڑا ہوتا ہے، اب اگر آپ اس کی یہ بے ترتیبی درست کردیتے ہیں بغیر اس سے کچھ کہے ہوئے تو ہوسکتا ہے کہ ایک دو دن اس کو کوئی خیال نہ آئے، لیکن دھیرے دھیرے پھر اس کو شرمندگی کا احساس ہونے لگے گا اور پھر یہی شرمندگی آہستہ آہستہ اس کو سلیقہ مند بنانے کا کام کرے گی اور پھر ایک وقت وہ آتا ہے جو لڑکا ان بے ترتیب چیزوں کو یوں ہی بے ترتیب چھوڑ دیا کرتا تھا، وہ دوسروں کی بے ترتیب پڑی چیزوں کو بھی ترتیب سے رکھنے لگے گا اور ہر وقت اس کو سامان کو صحیح جگہ پہنچانے کا خیال رہے گا، اس اندیشے سے کہ کہیں اس کی بے خیالی کی وجہ سے یہ کام اس کے ماں باپ کو نہ کرنا پڑ جائے۔

اسی طرح تربیت کے سلسلہ میں یہ بھی ضروری ہے کہ ماں سختی اور پختگی کے فرق کو سمجھے۔ پختگی یہ ہے کہ ماں جو فیصلہ کرے، اس پر قائم رہے جو معاملہ طے کرے اس کو پورا کرے اور اپنے موقف سے ذرا بھی پیچھے نہ ہٹے، درج ذیل مثال میں پختگی کا مفہوم واضح ہوجاتا ہے۔

بشریٰ نو سال کی ایک بچی ہے جو اپنی سہیلی کے گھر ایک پارٹی میں مدعو ہے، پارٹی سے ایک روز قبل جب وہ اپنی والدہ سے پارٹی میں جانے کے لئے اجازت چاہتی ہے تو اس کی ماں اس کو اس شرط کے ساتھ پارٹی میں شرکت کی اجازت دیتی ہے کہ وہ اپنا ہوم ورک پارٹی میں جانے سے پہلے کرلے ورنہ اس کو پارٹی میں جانے کی اجازت نہیں دی جائے گی، بشریٰ اس شرط کو منظور کرلیتی ہے، لیکن وہ تھوڑی ہی دیر میں ماں سے کئے گئے وعدہ کو بھول جاتی ہے اور کھیل کود میں لگ جاتی ہے، یہاں تک کہ جب پارٹی میں جانے کا وقت آتا ہے تو وہ دوڑتی ہوئی اپنی ماں کے پاس آتی ہے اور کہتی ہے کہ وہ اس کو اس کی سہیلی کے گھر پہنچادے لیکن اس کی ماں اس کو سہیلی کے گھر پہنچانے سے انکار کردیتی ہے، کیونکہ بشریٰ نے وعدہ کی پابندی نہیں کی تھی اور اسکول کا کام گھر پر نہیں کیا تھا، بشریٰ یہ

دیکھ کر اصرار کرتی ہے اور رونے لگتی ہے اور وعدہ کرتی ہے کہ آئندہ وہ ایسا نہیں کرے گی بس اس مرتبہ جانے کی اجازت دے دی جائے، لیکن اس کی ماں اس کے رونے سے متاثر نہیں ہوتی اور اپنے فیصلہ سے پیچھے نہیں ہٹتی بلکہ وہ بشریٰ کی سہیلی کے گھر جاتی ہے اور اس سے بشریٰ کے نہ آنے پر معذرت کرلیتی ہے، اس طرح بشریٰ یہ سمجھ لیتی ہے کہ رونے سے کام نہیں چلتا اور اصرار سے ماں پر دباؤ نہیں ڈالا جاسکتا اور بات نہ ماننے کا نقصان پہنچ کر رہتا ہے۔

چوتھی مثال محمد احمد پانچ سال کا ایک بچہ ہے، ساتھیوں میں اس کی شہرت یہ ہے کہ وہ بہت لڑاکا ہے، ذرا ذرا سی بات پر ہاتھ اٹھالیتا ہے جس کی وجہ سے اس کی ماں کو اکثر شرمندگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، ڈانٹ ڈپٹ اور سزاؤں کے بعد بھی محمد احمد اپنی حرکت سے باز نہیں آتا، ایسی صورت میں اس کی ماں کو کیا کرنا چاہئے؟

ماں کو چاہئے کہ وہ بچہ کو کہیں لے جانے کا پروگرام بنائے مثلاً خالہ کے گھر اور نکلنے سے پہلے بچہ سے کہہ دے کہ وہ وہاں جاکر کوئی شرارت نہیں کرے گا، اپنے خالہ زاد بھائیوں میں سے نہ تو کسی کو مارے گا، نہ کسی کو چھیڑے گا اور نہ کسی کی کوئی چیز چھینے گا، اگر اس نے وہاں جاکر ایسی کوئی حرکت کی تو وہ فوراً واپس اس کو گھر لوٹا دے گی۔

محمد احمد اپنے خالہ زاد بھائیوں میں سے کسی کو بھی نہ مارنے کا وعدہ کرلیتا ہے، لیکن خالہ کے گھر پہنچنے کے پانچ ہی منٹ کے بعد اس کا ہاتھ اپنے سے چھوٹی ایک خالہ زاد بہن پر اٹھ جاتا ہے، ماں کو جب اس کی حرکت کی اطلاع ہوتی ہے تو وہ خاموشی کے ساتھ اس کا ہاتھ پکڑتی ہے اور اس کو لے کر گھر واپس آجاتی ہے، نہ تو وہ اس کے رونے کی پرواہ کرتی ہے اور نہ چیخنے اور چلانے کی۔

اس واقعہ کے کچھ دن کے بعد وہ پھر محمد احمد کو لے کر بازار جاتی ہے اور جانے سے پہلے پھر محمد احمد سے کسی کو نہ مارنے کا وعدہ لے لیتی ہے، لیکن محمد احمد بازار پہنچتے ہی اس وعدہ کو بھول جاتا ہے اور ایک چھوٹے سے لڑکے کو مار بیٹھتا ہے، ماں فوراً اس کو لے کر گھر روانہ ہوجاتی ہے، وہ روتا ہے اور آئندہ نہ مارنے کا یقین دلاتا ہے، لیکن ماں کے ارادے کی پختگی میں اس کا رونا اثر انداز نہیں ہوتا، دو چار واقعات اس طرح کے پیش آجانے کے بعد محمد احمد کو یقین ہوجاتا ہے کہ اس کی والدہ جو کہتی ہیں وہ کر گزرتی ہیں، چنانچہ وہ اپنی اس مذموم حرکت سے باز آجاتا ہے، کیونکہ اس کو سزا کا یقین ہوجاتا ہے، یہ طریقہ علاج اگرچہ ماں کے لئے مشکل ہے، لیکن اس کے جو نتائج سامنے آتے ہیں ان کو دیکھتے ہوئے یہ مشکل بھی آسان ہے۔

اکثر ماؤں کو یہ شکایت رہتی ہے کہ ان کے بچے صبح وقت پر بیدار نہیں ہوتے، اسکول جانے کا وقت ہوجاتا ہے اور وہ آنکھیں ملتے رہتے ہیں، ایسی صورت میں ماں کو چاہئے کہ رات کو جلد سونے اور صبح سویرے اٹھنے کے لئے ایک وقت مقرر کردے اور لڑکے کے ذہن میں یہ بات بٹھانے کی کوشش کرے کہ اب وہ بچہ نہیں ہے کہ اس کو اپنے ہر کام میں ماں کی ضرورت پڑے، اس کو چاہئے کہ اپنے کام خود انجام دے، خود سے اٹھے، اسکول جانے کی تیاری کرے اور وقت پر اسکول جائے اور اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو اس کے نتائج کا خود ذمہ دار ہوگا۔

یہ ایک طبعی بات ہے کہ بچہ پر ان باتوں کا کوئی اثر نہیں پڑتا اور وہ عادت کے مطابق صبح کے وقت ہر معاملہ میں ماں کا منتظر رہتا ہے اور ماں چونکہ اس سے کہہ چکی ہے کہ اب وہ اس کے کسی کام میں دخل نہیں دے گی اور اس کو اپنے کام خود کرنے ہوں گے، لہٰذا وہ اس کی طرف سے بے فکر ہوجاتی ہے، نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ لڑکے کی بس چھوٹ جاتی ہے اور وہ اسکول جانے سے رہ جاتا ہے، اب ماں کا کام یہ ہے کہ وہ سکول نہ جانے پر اس کی سرزنش کرے اور جب تک اسکول کا وقت رہے اس وقت تک اس کو گھر سے نکلنے نہ دے اور گھر میں بھی اس کے ساتھ اس طرح پیش آئے کہ بچہ اپنے کو یا تو مریض سمجھے یا قیدی، اگر ماں نے ایسا کرلیا تو دو چار مرتبہ کی اس سزا کے بعد وہ بچہ خود وقت پر اٹھنے لگے گا، اسلئے کہ پورے دن گھر میں قیدی بن کر رہنا اس کے لئے سخت تکلیف دہ ثابت ہوگا۔☆☆

جوڑوں کے دردوں سے مکمل نجات

پرانے سے پرانا جوڑوں کا، گنٹھیا، کمر، پٹھوں، ٹانگ، ایڑی کے علاوہ ہر قسم کے دردوں سے مکمل نجات پائیں اور امراض معدہ کا جڑ سے مکمل خاتمہ، پوری عمر کے لئے

قدرتی جڑی بوٹیوں سے تیار کردہ

☆......نو سائیڈ ایفیکٹ ☆......گارنٹی

حکیم قاری ظفر اقبال، نزد حبیب بینک مانانوالہ شیخوپورہ

سیل:0335-5150317

گوادر کا تبلیغی سفر

مولانا عبدالعزیز ملازہی

دین اسلام ادیان سماویہ میں سے آخری دین ہے اور یہ دین قیامت کی صبح تک آب وتاب کے ساتھ زندہ و جاوید رہے گا۔ اس دین کی آبیاری اور فروغ کے لئے رب کریم نے ہر دور میں ایسے رجال کار پیدا کئے جنہوں نے اپنی زندگی اسی کام میں لگانے کی دھن سوار کر رکھی تھی۔

آج بھی بحمد اللہ تعالیٰ انہیں بزرگوں کی قائم کردہ جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی دعوت کو لے کر چار سُو توحید و رسالت کا ڈنکا بجانے کا فریضہ سرانجام دے رہی ہے۔

گزشتہ دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے علماء کرام کا ایک وفد گوادر کے تبلیغی دورہ پر گیا، جس میں مرکزی راہنما مولانا قاضی احسان احمد، راقم عبدالعزیز ملازہی اور مولانا احمد شاہ (تربت) شامل تھے۔

مولانا قاضی احسان احمد کے سفر کا آغاز ۲؍ نومبر بروز جمعرات صبح ساڑھے آٹھ بجے دفتر ختم نبوت پرانی نمائش سے جامعہ عثمانیہ یوسف گوٹھ کے لئے ہوا جو بندہ راقم کے والد محترم شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید ملازہی کا قائم کردہ عظیم دینی ادارہ ہے جس میں درجہ حفظ و ناظرہ اور ابتدائی کتب سے لے کر دورۂ حدیث تک درجات قائم ہیں، بحمد اللہ! مولانا احمد شاہ بھی تشریف لے آئے، ناشتہ کے عمل اور ضروری سامان کی ترتیب سے فارغ ہو کر تقریباً پونے گیارہ بجے قافلہ گوادر کی طرف رواں دواں ہوا۔

راستہ میں خوبصورت مناظر رب کریم کی قدرت کو نمایاں کر رہے تھے، ساحل سمندر بھی اپنی موجودگی کا احساس دلاتا، خوبصورت لہریں موتیوں کی چمکدار مالا کی طرح سامنے آتیں، پھر زمین پر بکھرے پانی کی طرح پھیل جاتیں، نماز ظہر اور ماڑا کے ساحل پر ادا کی، بہت خوبصورت دلکش ماحول میں کھانا تناول کیا، ہوٹل پر قائم بک شاپ والے بھائی سے دعوتی ملاقات ہوئی، لٹریچر دیا اور سفر کا دوبارہ آغاز ہوا قبل از نماز عصر پسنی مدرسہ خالد بن ولید پہنچ گئے، جہاں پر مدیر مدرسہ حضرت مولانا مفتی رحمت اللہ، حضرت مولانا فہید، مولانا موسیٰ، مولانا یٰسین جاکھانی اور دیگر علماء کرام کے ساتھ بعد نماز عصر خصوصی نشست ہوئی جس میں مولانا قاضی احسان احمد نے عقیدۂ ختم نبوت اور جماعتی پالیسی سے متعلق خطاب کیا بعد نماز مغرب درس قرآن کریم ہوا، جس میں علاقائی احباب اور مدرسہ کے طلباء نے شرکت کی بعد نماز عشاء قبل از طعام مدعوئین کے سامنے ایک مرتبہ پھر مولانا قاضی احسان احمد نے عقیدۂ ختم نبوت اور جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی خدمات کو پیش کیا اور تمام حاضرین سے اس کام میں لگنے کی پُرزور استدعا کی اور الحمد للہ! شرکاء مجلس نے اپنے اکابر کی جماعت اور اس کی کامیاب ترین مساعی جمیلہ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کام میں مکمل آمادگی کا اظہار کیا، بعد طعام گوادر کے لئے قافلہ پابہ رکاب ہوا۔

۳؍ نومبر بروز جمعۃ المبارک: تشکیل کے مطابق مولانا قاضی احسان احمد نے گوادر شہر کی مرکزی جامع مسجد بلال میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا، موصوف نے سامعین کے سامنے فکر آخرت اور دنیا کی بے ثباتی پر زوردار بیان کیا۔ ختم نبوت کے موضوع پر بیان کرتے ہوئے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رب کریم کے آخری نبی ہیں، اب آپ کے بعد کوئی نیا نبی آئے گا اور نہ کوئی کتاب اور نہ ہی کوئی اور نیا دین و شریعت آئے گی، یہی دین، یہی شریعت اور یہی آخری کتاب اور اس کا آخری پیغام آخرت کی کامیابی کا اصل سرچشمہ ہے۔

راقم الحروف نے مکی مسجد گوادر شہر میں خطبہ جمعہ دیا، رب کی توفیق اور اس کے فضل و کرم سے عقیدۂ ختم نبوت کی بلوچی اور اردو زبان میں ترجمانی کا موقع میسر آیا، رب کریم حضور پُرنور سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح نسبت سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔

حضرت مولانا احمد شاہ (تربت) نے جامع مسجد عالیہ میں خطبۂ جمعہ دیا اور فتنۂ قادیانیت کی سرکشی اور گستاخی سے لوگوں کو آگاہ کرتے ہوئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت ناموس اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کا کام کرنے کی بھرپور ترغیب دی۔

قبل از عصر گوادر شہر کے مقتدر علماء کرام سے ملاقاتوں کا نظم طے ہوا، جس میں جامعہ اسلامیہ کوہ بن کے مدیر حضرت مولانا محمد ریاض بلوچ اور برادر گرامی

انتقال پُرملال

مٹھی.... مولانا تاج محمد سومرو سابق امیر جمعیت علماء اسلام ضلع مٹھی کی والدہ محترمہ بقضاء الٰہی انتقال فرما گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع مٹھی کے مبلغ مولانا محمد حنیف سیال نے مولانا تاج محمد سومرو سے تعزیت کی اور مرحومہ کے لئے بلندیٔ درجات کی دعا کی۔

مولانا عبدالحلیم بلوچ سے خصوصی ملاقات ہوئی۔ نماز مغرب جامع مسجد جبل رحمت سے ملحق مدرسہ میں مولانا قاضی احسان احمد کی امامت میں ادا کی، بعدازاں رخصت لے کر مدرسہ قاسم العلوم گوادر میں ملاقات کے لئے حاضر ہوئے، جہاں مہتمم صاحب کی عدم موجودگی میں ان کے نائبین سے ملاقات ہوئی، جماعتی کام اور محاذ پر گفتگو کے ساتھ ساتھ جماعت کی طرف سے کتب اور لٹریچر کے تحائف بھی پیش کیے گئے۔ حضرت مولانا عبدالحمید انقلابی امیر جمعیت علماء اسلام ضلع گوادر کے ادارہ جامع مطلع العلوم میں قبل از عشاء حاضر ہوئے، نماز کے بعد اجازت لے کر اپنے مسکن کی طرف رخصت ہوئے۔

واضح رہے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گوادر کے زیر اہتمام سالانہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس ۵/ جنوری ۲۰۱۸ء جامع مسجد بلال میں منعقد ہوگی، جس کی تمام احباب ملاقات کو شرکت کی دعوت بھی دی گئی، رب کریم مجلس کی محنتوں، کوششوں اور کاوشوں کو شرف قبول عطا فرمائے۔ آمین۔

۲۴ر نومبر بروز ہفتہ تقریباً پونے آٹھ بجے واپس کراچی کا سفر شروع ہوا، راستہ میں پہلا پڑاؤ مدرسہ دارالتوحید اورماڑہ میں ہوا، جہاں جامعہ کے اساتذہ کرام ہمارے منتظر تھے، جامعہ کے مہتمم مولانا محمد امین ایک مریض کے ہمراہ کراچی کے سفر پر تھے، رب کریم تمام مسلمان مریضوں کو شفاء کامل عاجل نصیب فرمائے۔ جامعہ کے اساتذہ مولانا محمد یونس، مولانا فدا کریم، مولانا حبیب اللہ، مولانا عباد الرحمن اور حضرت قاری شاہ فیصل سے تفصیلی محبت بھری ملاقات رہی، تمام رفقائے مدرسہ نے بہت محبت کا اظہار کیا۔

نماز ظہر کنڈ ملیر کے ساحل پر آباد مسجد میں ادا کی جہاں دور دراز سے سیاح سیر و تفریح کے لئے آتے ہیں، خصوصاً کراچی کے بہت سے احباب اس تفریح گاہ سے خوب لطف اندوز ہوتے ہیں۔

بعد نماز فوراً سفر شروع کیا۔ کراچی اور گوادر کے اس سفر میں ہنگلاج کا پہاڑی سلسلہ آتا ہے، جس میں ہنگول نامی ایک علاقہ بھی آتا ہے، اس ہنگلاج میں ہنگول پارک کے نام سے ایک علاقہ معروف و مشہور ہے بلند و بالا سخت چٹان نما پہاڑ دور سے یوں محسوس ہوتے ہیں کہ کسی زمانہ میں کشیدہ کاری کے فن کو آزمایا گیا تھا جس کے اثرات آج تک نمایاں طور پر نظر آتے ہیں، جس کی ایک دلیل پہاڑ کی چوٹی پر قائم پرنس آف ہوپ (امیدوں کا شہزادہ) نما ایک بہت بڑا بت کھڑا ہوا نظر آتا ہے، کہا جاتا ہے کہ بہت دور دراز سے ہندو لوگ یہاں آتے ہیں، باقی حقیقت حال اللہ بہتر جانتے ہیں تاہم ختم نبوت کے اس وفد نے اپنا تبلیغی ایمانی فریضہ ادا کرتے ہوئے اس بے آب و گیا سنگلاخ پہاڑوں کی وادی میں کلمہ حق بلند کیا، اذان دی، نعرۂ تکبیر اللہ اکبر، تاج و تخت ختم نبوت زندہ باد کے فلک شگاف نعرے بلند کئے اور پہاڑ کی چوٹی جہاں تک ہمارے لئے جانا ممکن تھا غیر مرئی مخلوق خدا جو وہاں آباد ہوگی اس کو دعوت دین و ایمان پیش کیا اور اس پہاڑوں کی وادی اور مٹی کے ذرات کو گواہ بنایا کہ قیامت کے دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان غلاموں کی موجودگی اور دعوت دین و ایمان کی گواہی دیں، راستہ میں کراچی سے آنے والے ایک وفد سے ملاقات ہوئی، ان کو بھی تحفظ ختم نبوت کی دعوت اور لٹریچر دیا گیا، اس مقام سے آگے چل کر ایک اور تاریخی مقام آتا ہے جہاں فاتح سندھ شہید اسلام حضرت محمد بن قاسمؒ کے قافلۂ حق و صداقت کے کچھ سپاہی آسودۂ خاک تھے، ان کے جذبۂ ایمانی، محبت اسلام اور شجاعت و بہادری کی وجہ سے اسلام نے ترقی پائی اور رہتی دنیا تک دین کی بہاریں قائم رہیں گی۔ مزارات پر حاضری دی، دعائے مغفرت کی۔ ان مزارات لے سامنے بالکل مشرق طرف سڑک عبور کریں تو ایک گیٹ نظر آتا ہے، اس گیٹ کے اندر تقریباً ۱۵ کلو میٹر کا فاصلہ طے کرنے کے بعد ہندو دھرم کالی ماتا کا مندر آتا ہے، جہاں دنیا بھر کے ہندو آتے ہیں۔ اللہ کریم محض اپنے فضل و کرم سے عقل سلیم نصیب فرمائے اور ایمان کی دولت سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔

ایک مرتبہ پھر سفر کا آغاز کیا اب اختتام سے پہلے گڈانی کے ساحل پر کچھ دیر کے لئے رکے، پہلے نماز عصر ادا کی، بعدازاں مختصر سیر و تفریح کے بعد جامعہ عثمانیہ یوسف گوٹھ پہنچ کر نماز مغرب ادا کی، پُر تکلف کھانے سے مولانا عبدالرشید اور دیگر برادران گرامی نے ضیافت کی برادر عزیز بھائی محمد عمر نے دسترخوان کو اپنی پُرکیف نورانی شخصیت سے متاثر کن بنادیا۔ رب کریم جماعت کی ان کوششوں کو قبول فرمائے۔ ☆☆☆

ختم نبوت کانفرنس بدین

بدین..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بدین کے زیر اہتمام بسم اللہ مسجد میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس ۱۸ر نومبر کو منعقد ہوئی، جس کی صدارت حضرت مولانا محمد اسماعیل خاصخیلی صاحب نے کی۔ کانفرنس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد، مولانا توصیف احمد، مولانا جمیل احمد، مولانا گل حسن اور مولانا محمد حنیف سیال مبلغ ختم نبوت بدین نے خطاب کیا۔ علماء کرام نے کہا کہ ناموس رسالت اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کسی بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا اور قادیانیوں کا ہر جگہ تعاقب کیا جائے گا۔

دنیا میں قادیانیوں کا بڑھتا ہوا فتنہ
اور پاکستان کی ذمہ داری

غلام نبی مدنی

حقیقت یہ ہے کہ قادیانیت دھوکے اور فراڈ کا نام ہے، جو انیسویں صدی کے آخر میں انڈیا کے علاقے قادیان سے نمودار ہوا۔ دنیا جانتی ہے کہ ۱۴۰ سال سے قادیانی شناخت سے محروم ہیں۔ دنیا کو دھوکا دینے کے لئے قادیانی خود کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں، حالانکہ اسلام سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ اسلام کے مطابق رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی اور خاتم النبیین ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ جب کہ قادیانیوں کے مطابق مرزا غلام احمد قادیانی معاذ اللہ آخری نبی ہے، جسے کبھی وہ مسیح موعود کا نام دیتے ہیں اور کبھی ظلی بروزی نبی کا، کبھی اس کو امام مہدی قرار دیتے ہیں اور کبھی اسے حضرت عیسیٰ قرار دیتے ہیں، بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت سے آگے بڑھ کر خدا کی خدائی پر بھی نقب لگائی اور معاذ اللہ یہاں تک کہہ دیا کہ:

”میں نے اپنے تئیں خدا کے طور پر دیکھا ہے اور میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ میں وہی ہوں اور میں نے آسمان کو تخلیق کیا ہے۔“

(آئینہ کمالات ص:۵۶۴، مرزا غلام احمد قادیانی)

قادیانیوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ جو مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہیں مانتا وہ کافر ہے۔ یہی بات ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کے خلیفہ نے پاکستان کی پارلیمنٹ میں کہی تھی، جس پر پورا ایوان ہکا بکا رہ گیا تھا۔ قادیانیوں کے انہیں غلیظ عقائد کی وجہ سے دنیا میں پہلی مرتبہ ۱۹۷۴ء میں پاکستان کی پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیا۔

بعد ازاں قادیانی دھوکے اور فراڈ سے جب باز نہ آئے تو ۱۹۸۴ء میں صدر ضیاء الحق شہید نے صدارتی آرڈی نینس کے ذریعے قادیانیوں کو اسلام کا نام اور اسلامی اصطلاحات استعمال کرنے سے روک دیا، لیکن قادیانی اس کے باوجود دھوکے اور فراڈ سے باز نہیں آئے۔ پاکستان سمیت دنیا بھر میں خود کو مسلمان ظاہر کر کے لوگوں کو گمراہ کرنے میں مصروف ہیں۔

چنانچہ ایک رپورٹ کے مطابق قادیانی دنیا کے کئی ممالک میں سرگرم ہیں۔ اسی رپورٹ میں قادیانیوں کی دنیا بھر میں آبادی کو لاکھوں میں ظاہر کر کے دنیا میں انہیں ایک فیصد مسلم کیمونٹی ظاہر کیا گیا ہے۔ اگرچہ یہ بات حقیقت کے خلاف ہے، مگر اس میں شک نہیں کہ قادیانی دنیا کے کئی ملکوں میں بڑے پیمانے پر اپنی مذموم سرگرمیوں میں مصروف ہیں اور مسلمانوں کو گمراہ کر کے قادیانی بنا رہے ہیں۔ قادیانیوں کی مذموم سرگرمیوں کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ دنیا بھر کے تین بڑے ممالک برطانیہ، کینیڈا اور انڈیا (قادیان) میں قادیانیوں کے خصوصی جلسے ہوتے ہیں، جس میں سیاسی نمائندوں اور مغربی میڈیا کو خصوصی طور پر بلایا جاتا ہے۔ جب کہ باقی ممالک میں ہر ماہ کارنر میٹنگ ہوتی ہیں۔ پاکستان، انڈیا، بنگلہ دیش، سری لنکا، انڈونیشیا، ملائشیا، آسٹریلیا، فجی کے علاوہ عالم عرب، شمالی افریقا کے ممالک بالخصوص گھانا، سینیگال، سری لان، مراکش، الجزائر، یورپ، کینیڈا اور امریکا میں قادیانیوں کے بڑے بڑے مراکز ہیں۔ ان مراکز کو دھوکا دہی سے اسلامی سینٹر اور مساجد کا نام دیا جاتا ہے۔ ان ممالک میں قادیانی اہم عہدوں تک پہنچنے یا اہم عہدیداروں سے روابط بڑھانے کے لئے سرتوڑ کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ حال ہی میں قادیانیوں کے موجودہ ”خلیفہ“ نے کینیڈا کے وزیر اعظم سے ملاقات کی اور کینیڈا کے وزیر اعظم نے قادیانیوں کو کینیڈا کے لئے عظیم کیمونٹی قرار دیتے ہوئے ان کے سالانہ جلسے کو کامیاب بنانے کے لئے ہر ممکن مدد کی یقین دہانی کروائی۔

اسی طرح حال ہی میں مراکش کی فوج میں اعلیٰ عہدوں پر قادیانیوں کی موجودگی کا انکشاف ہوا، جس کے بعد درجن سے زائد جرنیلوں، کرنلوں اور بریگیڈیروں کو قادیانی ہونے کی وجہ سے برخاست کیا گیا۔ دو ماہ پہلے امریکا میں رابطہ عالم اسلامی کے تحت بین المذاہب ہم آہنگی کے نام سے عالمی کانفرنس منعقد ہوئی، جس میں امام کعبہ شیخ عبدالرحمٰن السدیس نے ٹرمپ اور شاہ سلمان کو دنیا کے لئے امن کا سربراہ کہا۔ ٹرمپ کو امن کا پیامبر کہنے پر پوری اسلامی دنیا میں تشویش پیدا ہوئی، اسی کانفرنس میں قادیانیوں کے وفد کو بھی مدعو کیا گیا، جس پر پوری امت تا حال تشویش کا شکار ہے کہ کیسے رابطہ عالم اسلامی جیسے اسلامی ملکوں کی نمائندہ تنظیم نے دائرہ اسلام سے خارج قادیانیوں کو اس کانفرنس میں بلایا۔ اس کے علاوہ تحریک ختم نبوت کے لئے برطانیہ اور کینیڈا میں کام کرنے والے

مسلمانوں کے خلاف جاسوسی کے لئے ان ممالک کی انتظامیہ قادیانیوں کو مشیر بناتی ہے اور مختلف حیلے بہانوں سے تحریک ختم نبوت والوں کو قادیانیوں کے کہنے پر پریشان کیا جاتا ہے۔

دنیا کے اکثر ملکوں میں قادیانیوں کا طریقہ واردات یہ ہے کہ وہ خود کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں، پھر پاکستان کا نام استعمال کر کے لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ ظاہر بات ہے پاکستان اور پاکستان کے مسلمانوں کے بارے میں دنیا جانتی ہے کہ وہ نظریۂ اسلام کے نام پر بننے والا دنیا کا پہلا ملک ہے۔ اس لئے کسی کو قادیانیوں کے مکروہ عزائم کے بارے شبہ تک نہیں ہوتا۔ بعدازاں مختلف فلاحی کاموں کے ذریعے وہ اپنا زہر لوگوں کو پلاتے ہیں اور پھر آہستہ آہستہ لوگ ان کی طرف مائل ہو کر گمراہ ہو جاتے ہیں۔ اس کی تازہ مثال روہنگیا کے مظلوم مسلمان ہیں کہ وہاں انہوں نے خود کو پاکستانی مسلمان ظاہر کر کے اور فلاحی کاموں کی آڑ میں قادیانیوں کی وسیع پیمانے پر تبلیغ شروع کر رکھی ہے۔

یورپ، کینیڈا اور امریکا وغیرہ میں قادیانیوں کا طریقہ واردات الگ ہے، چنانچہ یہاں یہ خود کو مظلوم اقلیت قرار دیتے ہیں اور پاکستان میں قادیانیوں کے خلاف جو قوانین ہیں، ان کا حوالہ دے کر ہمدردیاں سمیٹتے ہیں۔ اس طرح پاکستان اور اسلام کے دشمن قادیانیوں سے ہمدردی جتانے کے لئے پاکستان پر وقتاً فوقتاً دباؤ ڈالا جاتا ہے اور انسداد توہین رسالت اور تحفظ عقیدۂ ختم نبوت جیسے قوانین کو انسانی حقوق کے خلاف قرار دے کر ختم کرنے کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ حالیہ دنوں پاکستان میں ''ختم نبوت کے حلف نامے'' میں جو تبدیلی کی گئی، اس کے بعد پاکستانی عوام کی طرف سے جو جذبۂ عشق رسول سامنے آیا، اسے دیکھ کر امریکا اور یورپ ایک بار پھر چلا اٹھا ہے کہ کسی طرح پاکستان سے تحفظ ختم نبوت سے متعلق قانون ختم کر دیا جائے۔

ان حقائق کی روشنی میں ہر مسلمان با آسانی اندازہ لگا سکتا ہے کہ قادیانی کس طرح پاکستان اور اسلام کو بدنام کرنے کے لئے دنیا بھر میں سرگرم ہیں، لیکن الحمدللہ! مسلمان ختم نبوت پر ڈاکا ڈالنے والوں کے خلاف ابھی تک حساس ہیں اور قیامت تک ان شاء اللہ! رہیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان کے بعد ۱۹۷۴ء میں مکہ مکرمہ میں رابطہ عالم اسلامی کے تحت منعقد ہونے والے ۱۴۴ ممالک کے مشترکہ اجلاس میں قادیانیوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا گیا۔ بعدازاں افریقہ کے ملک زامبیا میں قادیانیوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دے دیا گیا۔ سری لنکا میں ۱۴ مسلم ارکان پارلیمان نے حال ہی میں پارلیمنٹ میں قادیانیوں کو نان مسلم قرار دینے کے لئے قرارداد پیش کر دی ہے۔ الجزائر میں بھی حکومتی سطح پر قادیانیوں کو ہزیمت کا سامنا ہے، لیکن بہرحال قادیانیوں کی مکروہ سرگرمیوں کو روکنے کے لئے اب بھی بہت محنت کی ضرورت ہے۔ اس لئے ہر پاکستانی کا فرض بنتا ہے کہ وہ میدان میں آئے اور ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم پر نقب لگانے والے قادیانیوں کو دنیا بھر میں بے نقاب کر کے اُن کے خاتمے کے لئے اپنا کردار ادا کرے۔

کیونکہ اسلام اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا پیام ہے کہ توہین رسالت اور ختم نبوت کے دشمنوں کی سزا موت کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ فتح مکہ کے موقع پر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اخطل نامی گستاخ رسول کو باوجود کعبہ کے پردوں میں پناہ لینے کے قتل کرنے کا حکم دیا۔ حالانکہ تاریخ انسانیت میں دشمنوں کو معاف کرنے کی عظیم الشان روایت بھی فتح مکہ کے موقع پر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم کی تھی۔

(روزنامہ اسلام کراچی، ۲۷ نومبر ۲۰۱۷ء)

ختم نبوت کے خلاف سازش کے تمام کرداروں کو سزا دی جائے

ملتان (عرفان احمد عرانی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور مجلس احرار اسلام پاکستان نے کہا کہ دھرنا لوگوں کے مطالبات تسلیم اور وفاقی وزیر قانون کی برطرفی خوش آئند مگر نا کافی ہے۔ ختم نبوت شقوں کی منسوخی کے تمام کرداروں کو بے نقاب اور انہیں عبرتناک سزا دی جائے۔ مجلس احرار اسلام کے قائدین امیر شریعت مولانا سید عطاء المومن بخاری نے ''اسلام'' سے بات چیت میں کہا ہے کہ وزیر قانون کی برطرفی کافی نہیں، تمام ذمہ داروں کو سزا دی جائے تاکہ آئندہ کسی کو پھر سازش کرنے کی ہمت نہ ہو۔ انہوں نے کہا کہ ختم نبوت کے حوالے سے حلف نامہ کی تبدیلی کے ذمہ داروں کے خلاف کارروائی میں حکومت مخلص نہیں، انہیں بے نقاب کرنا ضروری ہے۔ انتخابی اصلاحاتی بل تیار کرنے والی پارلیمانی کمیٹی کے ان ممبران کو بھی سامنے لایا جائے تاکہ پتہ چلے کہ سازش کا منبع کون اور کہاں سے یہ سازش چلی۔ دھرنا ختم اور ان کے مطالبات تسلیم کئے جانا کسی درجے میں اچھی بات ہے مگر معاملہ ختم نہیں ہوا جب تک سازشی کرداروں کو سزا نہیں ملتی، معاملہ جوں کا توں رہے گا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، پیر ناصر الدین خاکوانی، خواجہ عزیز احمد، مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کہا ہے کہ ہمارا پہلے بھی مطالبہ تھا اب بھی ہے کہ حلف نامہ کی تبدیلی کے ذمہ داروں اور دیگر شقوں کی منسوخی کے کردار کو بے نقاب کیا جائے اور راجہ ظفر الحق کمیٹی کی رپورٹ فوری عام کی جائے اور انہیں کٹہرے میں کھڑا کیا جائے تاکہ ختم نبوت پر حملہ آوروں کے پس پردہ عناصر کو بھی بے نقاب کیا جا سکے۔ مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ یہ سازش معمولی نہیں ہے اس سازش کے تمام کرداروں کو سزا نہ ملی تو دشمن مزید سازشیں کریں گے۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کہا کہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ مولانا عبدالنعیم نے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ناموس رسالت اور عقیدۂ ختم نبوت پر کسی صورت آنچ نہیں آنے دے گی۔

(روزنامہ اسلام کراچی، ۲۸ نومبر ۲۰۱۷ء)

تحفظ ختم نبوت پروگرامز، لاہور

رپورٹ: مولانا عبدالنعیم

لاہور..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ 10 روزہ دورہ پر لاہور تشریف لائے۔ حضرت کی آمد کا فائدہ اٹھاتے ہوئے مقامی راہنماؤں نے لاہور میں متعدد پروگرامز تشکیل دیئے۔ اللہ تعالیٰ کے کرم اور فضل سے تمام پروگرامز کامیاب ہوئے اور عوام نے بھرپور انداز میں شرکت کی۔ پہلا پروگرام: ختم نبوت انعام گھر پاکستان منٹ جی ٹی روڈ میں منعقد ہوا جس میں خصوصی خطاب مولانا اللہ وسایا کا ہوا، مولانا مفتی اعجاز احمد، پروفیسر متین خالد سمیت کئی علماء اور اسکولز، کالجز اور دینی مدارس کے طلبا نے شرکت کی۔ پروگرام میں عقیدہ ختم نبوت کے متعلق سوالات کیے گئے اور درست جوابات دینے والوں کو انعامات دیئے گئے۔ پروگرام میں بڑا انعام موٹر سائیکل تھا پروگرام کے میزبان مولانا خالد محمود، مولانا قاری ظہور الحق، مولانا سعید وقار و دیگر علماء اور مقامی جماعت کے عہدیداران تھے۔ دوسرا پروگرام: جامع مسجد خضراء سمن آباد میں عظیم الشان آل پارٹیز ختم نبوت کانفرنس مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے امیر مولانا مفتی محمد حسن کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس میں مولانا اللہ وسایا، جمعیۃ علماء اسلام کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل مولانا محمد امجد خان، جماعت اسلامی کے سیکرٹری جنرل جناب لیاقت بلوچ، مولانا عبدالرؤف فاروقی، مولانا مفتی احمد علی ثانی، مولانا قاری علیم الدین شاکر، پیر رضوان نفیس، مبلغ ختم نبوت لاہور مولانا عبدالنعیم، قاری جمیل الرحمٰن اختر، مولانا قاری عبدالعزیز، مولانا محبوب الحسن طاہر، ممبر پنجاب اسمبلی میاں محمد اسلم اقبال، ڈپٹی میئر لاہور میاں محمد طارق سمیت اہل علاقہ نے بھرپور شرکت کی۔ تیسرا پروگرام: جامع مسجد اقصیٰ سنی پارک مغلپورہ میں منعقد ہوا، جس میں مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد امجد خان، مولانا عبدالنعیم، پیر میاں رضوان نفیس، مولانا محمد حنیف سومرو، مولانا یحییٰ سومرو سمیت علماء اور اہل علاقہ نے شرکت کی۔ چوتھا پروگرام: جامعۃ الازہر بادامی باغ راوی روڈ میں منعقد ہوا، مجلس لاہور کے سیکرٹری جنرل مولانا قاری علیم الدین شاکر، پیر میاں رضوان نفیس، مولانا عبدالنعیم، شیخ الحدیث مولانا عبدالرحیم، مولانا مفتی ظہیر شاہ، مولانا طاہر ندیم، بھائی مسعود احمد ریحان نے شرکت کی۔ پانچواں پروگرام: جامعہ عائشہ صدیقہ للبنات کریم پارک میں منعقد ہوا جس میں مبلغ ختم نبوت لاہور مولانا عبدالنعیم، مولانا محمد قاسم گجر، مولانا محمد عاصم و دیگر علماء کے بیانات ہوئے۔ چھٹا پروگرام: جامع مسجد خلفاء راشدین رنگ محل شاہ عالم مارکیٹ میں قاری مومن شاہ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ مولانا نعیم الدین، مولانا زاہد الراشدی، مولانا کفیل خان، مولانا عبدالنعیم، قاری علیم الدین شاکر سمیت کئی علماء، شعراء اور مشہور قراء نے شرکت کی، پروگرام میں تاجر برادری نے بھرپور شرکت کی۔ ساتواں پروگرام: مرکز اہل حق شیرانوالہ میں مولانا ڈاکٹر میاں محمد اجمل قادری کی صدارت میں منعقد ہوا، جس میں خصوصی خطاب مولانا اللہ وسایا نے کیا۔ قاری جمیل الرحمٰن اختر، قاری علیم الدین شاکر، پیر میاں رضوان نفیس، مولانا احمد علی ثانی، مولانا عبدالنعیم، مولانا سید ضیاء الحسن شاہ سمیت خانقاہ کے متعلقین و متوسلین نے شرکت کی۔ آٹھواں پروگرام: تین روزہ ختم نبوت کورس و کانفرنس جامع مسجد آسٹریلیا لاہور میں مولانا عبدالرؤف ملک کی صدارت میں منعقد ہوا، جس میں مولانا اللہ وسایا، متین خالد، مولانا نعیم الدین، قاری عبدالعزیز، مولانا عبدالنعیم، قاری جمیل الرحمٰن اختر، مولانا سید ضیاء الحسن شاہ و دیگر علماء کرام کے لیکچرز ہوئے۔ پروگرام کے میزبان جامعہ عثمانیہ آسٹریلیا مسجد کے مدیر مولانا حافظ محمد سلیم، مولانا محمد شاہد، مولانا گلفام، مولانا سعادت تھے۔ ماشاء اللہ پروگرام کی خوب تیاری اور اچھا نظم کیا۔ نواں پروگرام: مدرسہ امداد العلوم رحمانپورہ میں منعقد ہوا، مہمان خصوصی مولانا اللہ وسایا، پیر رضوان نفیس، قاری عبدالعزیز، مولانا عبدالنعیم نے شرکت کی۔ میزبان، مولانا مفتی محمد عثمان تھے۔ پروگرام میں ادارہ کے متعلقین اور اہل محلہ نے بھرپور شرکت کی۔ دسواں پروگرام: ختم نبوت کانفرنس جامع مسجد امن باغبانپورہ لاہور میں مجلس لاہور کے سرپرست مولانا قاری جمیل الرحمٰن اختر کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ خصوصی خطاب مولانا اللہ وسایا کا ہوا۔ جبکہ قاری علیم الدین شاکر، مولانا عبدالنعیم، مولانا محبوب الحسن طاہر، پیر میاں رضوان نفیس، مولانا عبیدالرحمٰن معاویہ، پیر زبیر جمیل سمیت کثیر تعداد میں علماء اور عوام نے شرکت کی۔ گیارہواں پروگرام: جامعۃ الفیصل للبنات ماڈل ٹاؤن میں منعقد ہوا۔ طالبات میں مولانا اللہ وسایا کا عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت پر مفصل بیان ہوا۔ بارھواں پروگرام: جامع مسجد مدنی الحمد کالونی اقبال ٹاؤن میں منعقد ہوا۔ خصوصی خطاب مولانا اللہ وسایا، پیر رضوان نفیس، مولانا مفتی عزیز الرحمٰن، مولانا مفتی عظمت اللہ سعدی بنوں، مولانا حافظ محمد اشرف گجر، مولانا محبوب

الحسن طاہر، مولانا عبدالنعیم، قاری علیم الدین شاکر، مفتی عبدالحفیظ، مولانا محمد غازی، مولانا عبدالمنان، حافظ نصیر احمد احرار کے بیانات ہوئے۔ جبکہ کانفرنس کے میزبان مولانا قاری محمد معاویہ مکی، مولانا محمد طیب مدنی تھے۔ کانفرنس میں علماء کرام اور عوام نے شرکت کی۔

تیرھواں پروگرام: ملک کی معروف دینی درسگاہ جامعہ اشرفیہ میں ہوا۔ شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا نے طلبا میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور افادیت پر لیکچر دیا۔

چودھواں پروگرام: جامع مسجد کوثر لنڈا بازار میں محفل ذکر حبیب خدا منعقد ہوئی، جس میں خصوصی خطاب مولانا اللہ وسایا نے کیا۔ پیر رضوان نفیس، مولانا عبدالنعیم، قاضی مطیع اللہ سعیدی، ملک کے معروف قراء اور نعت خواں حضرات نے شرکت کی۔ کانفرنس کے میزبان عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے نائب امیر مولانا سید ضیاء الحسن شاہ تھے۔ پندرھواں پروگرام: جامع مسجد مکی بوہڑ والا چوک علامہ اقبال روڈ میں کورس منعقد ہوا جس میں مولانا راشد مدنی، مولانا محمد امجد خاں، مولانا عبدالنعیم و دیگر کئی علماء کرام نے شرکت کی۔ سولہواں پروگرام: جامع مسجد مولانا احمد علی لاہوری مسجد میں مولانا مفتی محمد حسن، مولانا میاں محمد اجمل قادری، مولانا عبدالرحمٰن کی صدارت میں شان مصطفیٰ کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس میں ملک کے معروف علماء، خطباء، قراء اور نعت خواں نے شرکت کی، کانفرنس کے شرکاء کو قرعہ اندازی کے ذریعے پانچ عمرہ کے ٹکٹ دیئے گئے پروگرام بہت کامیاب رہا۔ پروگرام کے میزبان عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے جنرل سیکرٹری مولانا قاری علیم الدین شاکر تھے۔ ان تمام پروگراموں میں خطاب کرتے ہوئے علماء اور مقررین نے کہا کہ اسلام کے بنیادی عقائد کو مانے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہوسکتا۔ ان بنیادی عقائد میں ختم نبوت کا عقیدہ اساسی حیثیت رکھتا ہے، جس پر ہر مسلمان کا ایمان ہونا ضروری ہے۔ منکرین ختم نبوت نے ایک نئے نبی کو مان کر خود اپنے راستے مسلمانوں سے جدا کر لئے ہیں، نئی نبوت پر ایمان لانے کے بعد ان کا اسلام اور مسلمانوں سے کوئی تعلق باقی نہیں رہا۔ آئین پاکستان یہ کہتا ہے کہ قادیانیوں کا مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ان کا مذہب اسلام ہے، اس لئے قادیانیوں کو اسلام کا نام استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ حافظ اشرف گجر نے کہا کہ آئین اور دستور قادیانیوں کو یہ کہتا ہے کہ جب تم اپنے عقائد اور نظریات کی بنیاد پر مسلمان نہیں اور اسلام سے تمہارا کوئی تعلق نہیں تو تمہیں اپنے آپ کو مسلمان کہلانے اور اسلام کی وہ اصطلاحات جو مسلمانوں کی خاص پہچان ہیں ان کو استعمال کرنے کا کوئی حق نہیں۔ ختم نبوت دین کا بنیادی عقیدہ ہے اس عقیدہ پر اسلام کی پوری عمارت قائم ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس عقیدہ کی وجہ سے امت کا امت ہونا محفوظ ہے۔ امت مسلمہ کا ہر فرد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کی حفاظت کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرسکتا ہے۔ قاری علیم الدین شاکر نے کہا کہ قادیانی ہر جگہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرکے سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔ عقیدۂ ختم نبوت کو نہ ماننے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے، اس لئے ان کا مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں۔ جمعیۃ علماء اسلام نے ہمیشہ پارلیمنٹ کے اندر ختم نبوت کی ترجمانی ہے اور آئندہ بھی ہر فورم پر ناموس رسالت اور عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کرتے رہیں گے۔ ان شاءاللہ! ☆☆

نجات صرف اور صرف دامن مصطفیٰ میں ہی ہے: مولانا اللہ وسایا

گوجرانوالہ.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا اللہ وسایا نے کہا ہے کہ عقیدہ ختم نبوت سے بے وفائی سراسر ذلت و رسوائی ہے۔ اقتدار کی کوئی حیثیت نہیں اقتدار کی حیثیت ہوتی ہے۔ عقیدہ ختم نبوت دین کی اساس ہے۔ کوئی مسلمان اس سے انحراف کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ مسلم لیگی حکومت کو امریکی غلامی کا نتیجہ بھگتنا پڑ رہا ہے۔ اب بھی ان کی نجات اسی میں ہے کہ غلامی رسول میں آجائیں۔ اور حکومتی صفوں سے قادیانیوں اور قادیانی نوازوں کو نکال باہر کریں۔ قادیانی ملک وملت کے غدار اور ناسور ہیں ان سے جتنی جلدی جان چھڑائی جائے ملک وقوم کا بھلا ہوگا۔ قادیانی مسلسل حکومتی رٹ کو چیلنج کر رہے ہیں ان کے خلاف کوئی قانونی کارروائی نہیں کی جارہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ دھرنا قائدین سے کئے گئے وعدوں پر اس کی روح کے مطابق عمل کرنے میں ہی سب کا مفاد ہے۔ دھرنے کے مقاصد کو متنازعہ بنانے کے لئے نت نئے انکشافات کئے جارہے ہیں۔ میاں نواز شریف وزراء پر ناراض ہونے اور غصہ نکالنے کی بجائے اپنی پالیسیوں پر نظر ثانی کریں۔ مسلم لیگ کا سرمایہ دین دار طبقہ تھا اس کی پالیسیوں کی وجہ سے دینی طبقہ ن لیگ سے بیزار ہو چکا ہے۔ قادیانیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وفا نہیں کی ان سے ن لیگیوں کی وفا کی تمنا خام خیالی اور سراسر نقصان کا سودا ہے۔ نجات صرف اور صرف دامن مصطفیٰ میں ہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ کوئی غیرت مند مسلمان قادیانیوں کی مدد یا ہمنوائی اور سرپرستی کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے مرکز ختم نبوت گوجرانوالہ میں کارکنوں کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ اس موقع پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا محمد عارف شامی، ضلعی نائب امیر سیّد احمد حسین زید، مولانا ابرار الحق، قاری محمد خالد نقشبندی، غلام مصطفیٰ بلوچ، حافظ محمد حنیف اور دیگر بھی موجود تھے۔

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

لا نبی بعدی

محمدی فرنیچر مارکیٹ گجر چوک منظور کالونی کراچی

چوتھی سالانہ

ختم نبوت کانفرنس

ان شاء اللہ تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے

پُر وقار

خان محمد صاحب

ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب

حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ صاحب

حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب

بتاریخ 16 دسمبر 2017 — 26 ربیع الاول 1439ھ — بروز ہفتہ بعد نماز عشاء ان شاء اللہ

عبدالقیوم حقانی

یادگار اسلاف مولانا خان محمد ربانی صاحب

قاری حضرت مولانا اللہ داد صاحب

حضرت مولانا محمد عثمان صاحب

مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب

محمد حسن سلفی

شاہین ختم نبوت، فاتح قادیانیت

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ

مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

قاری محمد ادریس آصف صاحب

آف لیہ

مقرر ذیشان

علامہ سید ضیاء اللہ شاہ بخاری صاحب

امیر متحدہ جمعیت اہلحدیث پاکستان

خطیب پاکستان، مقرر خوش الحان

حضرت مولانا محمد رفیق جامی صاحب مدظلہ

فیصل آباد

شاہد عمران عارفی

مولانا عبدالقادر صاحب

ترجمان مکتب بریلوی

علامہ قاضی احمد نورانی صدیقی صاحب

صدر جمعیت علماء پاکستان کراچی

تمام اہل اسلام سے جوق در جوق شرکت کی اپیل ہے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوة حلقہ منظور کالونی جمشید ٹاؤن کراچی

021 32780340